دیوانِ سالک
حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی
مزار مبارک
حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی
پیش کش:
مجلس المدینۃ العلمیۃ
(دعوتِ اسلامی)

دِیوانِ سالک

(تاریخی نام: مَحَامِدِ پیغمبری)

۱۳۵۷ھ

حکیم الامت مولانا مُفتی احمد یار خاں نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ

پیش کش:

مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

فہرست

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: **"نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ"**
مسلمان کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔
(معجم کبیر طبرانی،٦/١٨٥، الحدیث٥٩٤٢، داراحیاء التراث العربی بیروت)

مَدَنی پھول: ۞ جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اُتنا ثواب بھی زیادہ۔

"محامدِ پیغمبری" کے 12 حروف کی نسبت سے کتاب پڑھنے کی 12 نیتیں

ہر بار ۞ حمد و ۞ صلوٰۃ اور ۞ تعوُّذ و ۞ تَسمِیہ سے کتاب کا آغاز کروں گا (اسی صَفْحہ پر اُوپر دی ہوئی عربی عبارت پڑھ لینے سے چاروں نیتوں پر عمل ہو جائے گا) ۞ **اللّٰہ** اور ۞ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رضا کیلئے ۞ حتی الوسع باوضو اور ۞ قبلہ رو اس کا مطالعہ کروں گا ۞ اس کا ثواب آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ساری امت کو ایصال کروں گا ۞ اس حدیث پاک **تَھَادَوْا تَحَابُّوْا** ایک دوسرے کو تحفہ دو آپس میں محبت بڑھے گی۔ (موطا امام مالک،٢/٤٠٧، حدیث:١٧٣١) پر عمل کی نیت سے (ایک یا حسبِ توفیق) یہ کتاب دوسروں کو تحفۃً دوں گا ۞ (اپنے ذاتی نسخے کے) یادداشت والے صفحہ پر ضروری نکات لکھوں گا ۞ کتابت وغیرہ میں شرعی غلطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مطلع کروں گا۔ اِنْ شَآءَ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ (ناشرین کو کتابوں کی اَغلاط صرف زبانی بتا دینا خاص مفید نہیں ہوتا)۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

المدینة العلمیة

از شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا
ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَۃ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِحْسَانِہٖ وَبِفَضْلِ رَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عاشقانِ رسول کی مَدَنی تحریک ''دعوتِ اسلامی'' نیکی کی دعوت، اِحیائے سنت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحسن خوبی سرانجام دینے کے لئے متعدد مجالس کا قیامِ عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس '' المدینة العلمیة '' بھی ہے جو دعوتِ اسلامی کے علماء و مفتیانِ کرام کَثَّرَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی پر مشتمل ہے جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

﴿1﴾ شعبۂ کتب اعلیٰ حضرت ﴿2﴾ شعبۂ درسی کتب ﴿3﴾ شعبۂ اصلاحی کتب ﴿4﴾ شعبۂ تراجم کتب ﴿5﴾ شعبۂ تفتیش کتب ﴿6﴾ شعبۂ تخریج (1)

(1)....اب ان شعبوں کی تعداد 15 ہو چکی ہے: ﴿7﴾ فیضانِ قراٰن ﴿8﴾ فیضانِ حدیث ﴿9﴾ فیضانِ صحابہ واہل بیت ﴿10﴾ فیضانِ صحابیات وصالحات ﴿11﴾ شعبہ امیر اہلسنّت ﴿12﴾ فیضانِ مَدَنی مذاکرہ ﴿13﴾ فیضانِ اولیا وعلما ﴿14﴾ بیاناتِ دعوتِ اسلامی ﴿15﴾ رسائلِ دعوتِ اسلامی ۔ (مجلس المدینة العلمیة)

''المدینۃ العلمیۃ'' کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰ حضرت اِمامِ اَہلسنّت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مجدددین وملت، حامی سنت، ماحی بدعت، عالم شریعت، پیرِ طریقت، باعث خیر و برکت، حضرتِ علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی گراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الْوَسع سہل اُسلوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اِس علمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کتب کا خود بھی مطالعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ''دعوتِ اسلامی'' کی تمام مجالس بشمول ''المدینۃ العلمیۃ'' کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیورِ اِخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت، جنت البقیع میں مدفن اور جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

رمضان المبارک ١٤٢٥ھ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

پیش لفظ

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ خداداد علمی صلاحیتوں کے مالک اور زبردست عالم دین تھے، آپ علوم وفنون میں کامل دسترس کے ساتھ نعتیہ شاعری میں بھی کمال مہارت رکھتے تھے۔ عشق رسول کی چاشنی سے لبریز آپ کے نعتیہ کلام کا نام دیوانِ سالک ہے۔ (اور تاریخی نام محامدِ پیغمبری ہے) اس نعتیہ دیوان کو دعوتِ اسلامی کا شعبۂ تصنیف وتالیف ''المدینۃ العلمیۃ'' دورِ جدید کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے، اس کی چند نمایاں خصوصیات یہ ہیں:
۞ کمپیوٹر کمپوزنگ کا دو نسخوں سے تقابل کیا گیا ہے ۞ ہر کلام کی ابتداء نئے صفحے سے اور ۞ کلام کے پہلے مصرعے کو ہیڈنگ کے طور پر لکھا گیا ہے ۞ جا بجا الفاظ پر اعراب کا اہتمام کیا گیا ہے ۞ ابتداء میں تمام کلام کی فہرست شامل کی گئی ہے اور ۞ حواشی کا اہتمام بھی کیا گیا ہے کیونکہ بعض اشعار میں کتابت کی غلطی کی وجہ سے سقم (نقص) محسوس ہوا لہٰذا فن

عروض کے اعتبار سے تفتیش کی گئی تو یہ بات سامنے آئی کہ کہیں مصرعے میں الفاظ کی زیادتی، کہیں کمی اور کہیں الفاظ میں اور کہیں ان کی ترتیب میں غلطی ہے لہٰذا جو تصحیح ممکن تھی وہ کرکے حاشیہ میں اس کی وضاحت کی گئی ہے (یہ وہ کام ہے جو اس سے پہلے کسی بھی نسخے میں کیا جانا منظر عام پر نہیں آیا واللّٰہ تعالٰی اعلم)، ایسے مقامات کی تعداد کم وبیش 35 ہے بعض حواشی ملاحظہ فرمائیے!

مثلاً جہاں الفاظ کی زیادتی تھی وہاں حاشیہ میں یوں وضاحت کی گئی ہے:

﴿1﴾ دیوانِ سالک کے نسخوں میں یہ مصرع یوں ہے: " ہم گو ہیں برے قسمت ہے بھلی جب پشت و پناہ ان کا سا پایا" فن عروض کے اعتبار سے یہ غیر موزون ہے جس کی وجہ یقیناً کتابت کی غلطی ہے۔ صحیح مصرع یوں ہوسکتا ہے: " ہم گو ہیں برے قسمت ہے بھلی جب پشت پناہ ان سا پایا" لہٰذا ہم نے اسی طرح لکھا ہے۔ المدینۃ العلمیۃ

﴿2﴾ دیوانِ سالک کے نسخوں میں یہ مصرع یوں ہے: " دنیا سے بچالو سالک کو کام اپنی رضا کے اس سے لے لو "، فن عروض کے اعتبار سے یہ غیر موزون ہے جس کی وجہ یقیناً کتابت کی غلطی ہے۔ صحیح مصرع یوں ہوسکتا ہے: " دنیا سے بچالو سالک کو کام اپنی رضا کے اس سے لو" لہٰذا ہم نے اسی طرح لکھا ہے۔ المدینۃ العلمیۃ۔ جہاں الفاظ کی کمی تھی وہاں حاشیہ میں یوں وضاحت کی گئی ہے: ﴿1﴾ دیوانِ سالک کے نسخوں میں یہ مصرعہ یوں ہے: " کرو لطف مجھ پہ خسروا کہ چھڑا دو غیر کا آسرا " فن عروض

کے اعتبار سے یہ غیر موزون ہے جس کی وجہ یقیناً کتابت کی غلطی ہے۔ صحیح مصرع یوں ہوسکتا ہے:" کرو لطف مجھ پہ یہ خسروا کہ چھڑا دو غیر کا آسرا " لہٰذا ہم نے اسی طرح لکھا ہے۔المدینۃ العلمیۃ ﴿2﴾ دیوانِ سالک کے نسخوں میں یہ مصرع یوں ہے:"نمایاں آپ کی ہر ادا سے شانِ فاروقی" فن عروض کے اعتبار سے یہ غیر موزون ہے جس کی وجہ یقیناً کتابت کی غلطی ہے صحیح مصرع یوں ہوسکتا ہے:"نمایاں آپ کی ہر اک ادا سے شانِ فاروقی" لہٰذا ہم نے اسی طرح لکھا ہے۔المدینۃ العلمیۃ۔ **جہاں الفاظ میں یا ان کی ترتیب میں غلطی تھی وہاں حاشیہ میں یوں وضاحت کی گئی ہے:** ﴿1﴾ دیوانِ سالک کے نسخوں میں یہ مصرع یوں ہے:"دے آرام مجھ گندے بشر کو" فن عروض کے اعتبار سے یہ غیر موزون ہے جس کی وجہ یقیناً کتابت کی غلطی ہے صحیح مصرع یوں ہوسکتا ہے:"دیا آرام مجھ گندے بشر کو" لہٰذا ہم نے اسی طرح لکھا ہے۔المدینۃ العلمیۃ ﴿2﴾ دیوانِ سالک کے نسخوں میں یہ مصرع یوں ہے:"اے باغِ بہارِ اِیماں مرحبا صد مرحبا" فن عروض کے اعتبار سے یہ غیر موزون ہے جس کی وجہ یقیناً کتابت کی غلطی ہے صحیح مصرع یوں ہوسکتا ہے:"اے بہارِ باغِ اِیماں مرحبا صد مرحبا" لہٰذا ہم نے اسی طرح لکھا ہے۔المدینۃ العلمیۃ۔ **اللہ پاک دعوتِ اسلامی اور"المدینۃ العلمیۃ" سمیت اس کے تمام شعبوں کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔**

اٰمِیۡن بِجَاہِ النَّبِیِّ الۡاَمِیۡن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ

حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی ولادت باسعادت بروز جمعرات ۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۴ھ/ یکم مارچ ۱۸۹۴ء محلّہ کھیڑہ بستی اوجھیانی (ضلع بدایوں، یو. پی، ہند) میں صبح صادق کے وقت ہوئی۔ والد محترم مولانا محمد یار خان بدایونی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ ایک دین دار، تقویٰ شعار اور شب زندہ دار بزرگ تھے۔ دادا جان مولانا منور خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بھی ایک دیندار شخصیت تھے، آپ حضرت یعقوب عَلَیْہِ السَّلَام کی اولاد میں سے ہیں اور پٹھان قبیلے یوسف زئی سے تعلق رکھتے ہیں۔ ابتدائی تعلیم کا آغاز والد گرامی کی سرپرستی میں ہوا، پانچ سال کی عمر میں ناظرہ مکمل کیا، گیارہ سال کی عمر تک دینیات، فارسی اور درسِ نظامی کی ابتدائی تعلیم حاصل کی، پھر مدرسہ شمس العلوم بدایوں میں تین سال حضرت علامہ عبدالقدیر بخش بدایونی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے سایۂ عاطفت میں رہے، تین یا چار سال مینڈوا (ضلع علی گڑھ، یو. پی، ہند) میں، اس کے بعد جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں مولانا عاشق علی، مولانا مشتاق احمد میرٹھی اور صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِم کی صحبت فیض اثر میں رہ کر خوب اِکتساب فیض کیا، آپ نے اپنے اَساتذہ سے چوبیس

علوم میں مہارت حاصل کی، اُنیس سال کی عمر میں اَسناد اور دستارِ فضیلت سے مشرف ہوئے۔ تدریس کا آغاز آپ نے جامعہ نعیمیہ سے فرمایا، جہاں ایک سال تدریس فرمائی اور ساتھ میں خدمت اِفتا بھی سرانجام دیتے رہے، پھر دارالعلوم مِسکِینِیَہ (دھوراجی، گجرات، ہند) میں نو سال، دوبارہ جامعہ نعیمیہ میں ایک سال، دارالعلوم اَشرفیہ کچھوچھہ شریف میں تین سال، کچھ عرصہ دارالعلوم جلال الدین شاہ بھکھی شریف (تحصیل پھالیہ ضلع منڈی بہاؤالدین پاکستان)، بارہ یا تیرہ سال دارالعلوم خدام الصوفیہ (گجرات، پاکستان) اور دس سال انجمن خدام الرسول میں تدریس فرمائی اور وصال مبارک سے چھ سال قبل جامعہ غوثیہ نعیمیہ میں تدریس کے ساتھ تصنیف اور اِفتاء کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ اپنے محسن اور اُستاذِ محترم صدرالافاضل کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور آپ کے بارے میں فرمایا کرتے: میرے پاس جو کچھ ہے سب حضرت صدرالافاضل رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا عطا کردہ ہے، اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے بھی بڑی محبت اور عقیدت تھی، پہلی ملاقات میں صدرالافاضل نے امام اہلسنت کا مبارک رسالہ "العطایا القدیر فی حکم التصویر" مطالعہ کے لیے عنایت فرمایا جسے پڑھ کر آپ امام اہلسنت کی جلالت علمی دیکھ کر حیران رہ گئے اور اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی عقیدت دل میں گھر کر گئی۔ پھر آپ

نے بریلی شریف جا کر بارگاہِ عالی میں باریابی کا شرف بھی پایا۔

حکیم الامت ایک ہمہ جہت شخصیت تھے، آپ محدث، محقق، مفسر، مفتی، مدرس، مصنف، مناظر، مقرر، مفکر اور نعت گو شاعر تھے، آپ کی ذات حسن اَخلاق، سادگی، عاجزی، حلم، تقویٰ و پرہیز گاری، پابندیٔ وقت، جرأت اور شجاعت جیسی گوناں گوں صفات سے متصف تھی۔ آپ نے اپنی زندگی پابندی شریعت اور اتباعِ سنت میں گزاری، آپ کے شب و روز دین کی خدمت اور اسلامی تعلیمات کی اشاعت سے عبارت ہیں، حکمت اور دانائی سے آپ نے اصلاحِ اُمت کے کام کو آگے بڑھایا، جید علمائے کرام رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡھِم نے متفقہ طور پر آپ کو حکیم الامت کا لقب عطا فرمایا۔ آپ کی تصانیف میں سے چند یہ ہیں: تفسیر نعیمی، تفسیر نور العرفان، علم القرآن، مراۃ المناجیح، نعیم الباری، جاء الحق، اسلامی زندگی، شانِ حبیب الرحمٰن، فتاویٰ نعیمیہ، سلطنت مصطفیٰ اور اَسرار الاحکام۔ ۳رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ/۲۴اکتوبر ۱۹۷۱ء بروز اتوار آپ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ آپ کا مزار پراَنوار گجرات پاکستان میں ہے۔ اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم.

(ماخوذ از: حیاتِ حکیم الامت، حالاتِ زندگی حکیم الامت، فیضانِ مفتی احمد یار خان نعیمی)

تو رب ہے مرا میں بندہ ترا

تو رب ہے مرا میں بندہ ترا سُبْحٰنَ اللّٰہ سُبْحٰنَ اللّٰہ
اے خالق و مالک ربِّ عُلٰی سُبْحٰنَ اللّٰہ سُبْحٰنَ اللّٰہ

ہم منگتے ہیں تو مُعْطی ہے ہم بندے ہیں تو مولیٰ ہے
محتاج ترا ہر شاہ و گدا سُبْحٰنَ اللّٰہ سُبْحٰنَ اللّٰہ

ہم جرم کریں تو عفو کرے ہم قہر کریں تو مہر کرے
گھیرے ہے جہاں کو فضل ترا سُبْحٰنَ اللّٰہ سُبْحٰنَ اللّٰہ

تو والی ہے ہر بیکس کا تو حامی ہے ہر بے بس کا
ہر اِک کے لیے دَر تیرا کھلا سُبْحٰنَ اللّٰہ سُبْحٰنَ اللّٰہ

رازِق ہے مور و مگس کا تو غفار ہے نیک و بد کا تو
ہے سب پر تیری جود و عطا سُبْحٰنَ اللّٰہ سُبْحٰنَ اللّٰہ

ہم عیبی ہیں ستار ہے تو ہم مجرم ہیں غفار ہے تو
بدکاروں پر بھی ایسی عطا سُبْحٰنَ اللّٰہ سُبْحٰنَ اللّٰہ

ترے عشق میں روئے مرغِ سحر ترا نام ہے مرہمِ زخمِ جگر
ترے نام پہ میری جان فدا سُبْحٰنَ اللّٰہ سُبْحٰنَ اللّٰہ

یہ سالکِ مجرم آیا ہے اور خالی جھولی لایا ہے
دے صدقہ رحمتِ عالم کا سُبْحٰنَ اللّٰہ سُبْحٰنَ اللّٰہ

زمانہ نے زمانہ میں سخی ایسا کہیں دیکھا

زمانہ نے زمانہ میں سخی ایسا کہیں دیکھا
لبوں پر جس کے سائل نے نہیں آتے نہیں دیکھا

مصیبت میں جو کام آئے گنہگاروں کو بخشائے
وہ اِک فخرِ رُسل محبوبِ رَبّ الْعَالَمِیْں دیکھا

بنایا[1] جس نے بگڑوں کو سنبھالا جس نے گرتوں کو
وہ ہی حَلّاَلِ مشکل رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِیْں دیکھا

وہ ہادی جس نے دنیا کو خدا والا بنا ڈالا
دِلوں[2] کو جس نے چمکایا عرب کا مہ جبیں دیکھا

بسے جو فرش پر اور عرش تک اس کی حکومت ہو
وہ سلطانِ جہاں طیبہ کا اِک ناقہ نشیں دیکھا

---

[1]: اسلام سے پہلے مُلکِ عرب اَخلاقی اور تمدنی حیثیت سے تمام دنیا سے زیادہ بگڑا ہوا تھا۔ وہاں کے باشندے انسانیت کھو چکے تھے، آقائے دوجہاں (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے صرف ۲۳ سال میں تمام ملک کی حالت پلٹ دی چوروں کو رہبر، بت پرستوں کو خداپرست اور حیوانوں کو خدا گر بنادیا۔

[2]: آسمان کا سورج صرف سامنے والی چیز کو چمکاتا ہے، مگر مدینہ کے سورج نے ہر طرف اور ہر زمانہ کے لوگوں کو ہر طرح چمکایا۔

وہ آقا[۱] جو کہ خود کھائے کھجوریں اور غلاموں کو
کھلائے نعمتیں دنیا کی کب ایسا کہیں دیکھا

بھلا[۲] عالم سی شے مخفی رہے اس چشمِ حق بیں سے
کہ جس نے خالقِ عالم کو بے شک بالیقیں دیکھا

مسلمانی کا دعویٰ اور پھر توہین سروَر کی
زمانہ نے[۳] زمانہ بھر میں کب ایسا لعیں دیکھا

ہو لب پر اُمتی جس کے کہیں جب اَنبیا نفسی
دو عالم نے اُسے سالکؔ شَفِیعُ الْمُذْنِبِیْں دیکھا

---

۱ : حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی سخاوت کا یہ عالم کہ ایک صحابی کے کھیت میں لمبی ککڑی پیدا ہوئی وہ سرکار کی خدمت میں لائے انعام میں ایک لپ بھر سونا عطا ہوا مگر اپنی زندگی پاک کا یہ حال کہ حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا فرماتی ہیں کہ ہمارے گھر میں دو دو ماہ تک آگ نہ جلتی تھی صرف پانی اور کھجوروں پر گزر تھی۔

۲ : غیبوں کی غیب ذاتِ الٰہی ہے کہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام تمنائے دیدار فرماویں تو فرمایا جاوے: لَنْ تَرَانِیْ جب حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے رب ہی کو دیکھا تو عالم کیا مخفی رہے۔

۳: دیوانِ سالک کے نسخوں میں یہ مصرع یوں ہے: "زمانہ..... زمانہ بھر میں کب ایسا لعیں دیکھا" فن عروض کے اعتبار سے صحیح مصرع یوں ہوسکتا ہے: "زمانہ نے زمانہ بھر

خوفِ گنہ میں مجرم ہے آب آب کیسا

خوفِ گنہ میں مجرم ہے آب آب کیسا
جب رب ہے مصطفےٰ کا پھر اِضطراب کیسا

مجرم ہوں رُوسیہ ہوں اور لائقِ سزا ہوں
لیکن حبیب کا ہوں مجھ پر عتاب کیسا

سورج میں نور تیرا جلوہ ترا قمر میں
ظاہر تو اس قدر ہے اس پر حجاب کیسا

دامانِ مصطفےٰ ہے مجرم مچل رہے ہیں
دارُالاماں میں پہنچے خوفِ عذاب کیسا

مرقد[1] کی پہلی شب ہے دولہا کی دِید کی شب
اس شب پہ عید قرباں اس کا جواب کیسا

پڑھتا تھا جس کا کلمہ پایا انہیں نکیرو
ہو لینے دو تصدق اس دم حساب کیسا

سالکؔ کو بخش یارب گو لائقِ سزا ہے
وہ کس حساب میں ہے اس کا حساب کیسا

میں کب ایسا لعیں دیکھا " لہٰذا ہم نے اسی طرح لکھا ہے۔المدینۃ العلمیۃ

[1]: مشہور ہے کہ قبر کی پہلی رات بھاری ہے مگر اس میں عرض ہے کہ وہ تو دولہا یعنی

نورِ حق جلوہ نما تھا مجھے معلوم نہ تھا

نورِ حق جلوہ نما تھا مجھے معلوم نہ تھا
شکلِ انساں میں چھپا تھا مجھے معلوم نہ تھا

بارہا جس نے کہا تھا اَنَا بَشَر اس نے
مَن رَّاٰنِیْ بھی کہا تھا مجھے معلوم نہ تھا

بکریاں جس نے چرائی تھیں حلیمہ تیری
عرش پر وہ ہی گیا تھا مجھے معلوم نہ تھا

جس نے اُمت کے لیے رو کے گزاریں راتیں
وہ ہی محبوبِ خدا تھا مجھے معلوم نہ تھا

چاند اِشارے سے پھٹا حکم سے سورج لوٹا
مظہرِ ذاتِ خدا تھا مجھے معلوم نہ تھا

دیکھا جب قبر میں اس پردہ نشیں کو تو کھلا
دِلِ سالک میں رہا تھا مجھے معلوم نہ تھا

محمد رسول اللّٰه (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم) کے دیدار کی پہلی رات ہے، وہ تو گویا شبِ عروسی ہے کہ نکیرین ذاتِ پاک کا دیدار کرا کر پوچھتے ہیں: ''مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُل'' اللّٰه تعالیٰ خاتمہ بالخیر نصیب فرمائے۔ اٰمِین

خاکِ مدینہ ہوتی میں خاکسار ہوتا

خاکِ مدینہ ہوتی میں خاکسار ہوتا
ہوتی رہِ مدینہ میرا غبار ہوتا

آقا اگر کرم سے طیبہ مجھے بُلاتے
روضہ پہ صدقہ ہوتا ان پر نثار ہوتا

وہ بیکسوں کے آقا بےکس کو گر بُلاتے
کیوں سب کی ٹھوکروں پر پڑکر وہ خوار ہوتا

طیبہ میں گر میسر دو گز زمین ہوتی
ان کے قریب بستا دِل کو قرار ہوتا

مر مٹ کے خوب لگتی مِٹّی مری ٹھکانے
گر ان کی رہ گزر پر میرا مزار ہوتا

یہ آرزو ہے دل کی ہوتا وہ سبز گنبد
اور میں غبار بن کر اس پر نثار ہوتا

بے چین دل کو اب تک سمجھا بجھا کے رکھا
مگر اب تو اس سے آقا نہیں انتظار ہوتا

سالکؔ ہوئے ہم ان کے وہ بھی ہوئے ہمارے
دلِ[۱] مضطرب کو لیکن نہیں اعتبار ہوتا

اُخروی سعادت مندی

حضرت سیدنا امام بیضاوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو شخص اللّٰہ پاک اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی فرمانبرداری کرتا ہے دنیا میں اس کی تعریفیں ہوتی ہیں اور آخرت میں سعادت مندی سے سرفراز ہوگا۔ (تفسیر بیضاوی، ۴/ ۳۸۸)

[۱]: یعنی ابھی دل کو اعتبار نہیں کہ ہم ان کے ہو بھی گئے ہیں یا نہیں کیونکہ خاتمہ کی خبر نہیں۔

ہم گو ہیں برے قسمت ہے بھلی

ہم گو ہیں برے قسمت ہے بھلی جب پشت پناہ ان سا[1] پایا
وہ جس کو ملے دن اس کے پھرے پایا جو انہیں تو خدا پایا

معراج کی شب ہمراہ ہیں سب سدرہ آیا کوئی نہ رہا
سدرے سے بڑھے جبریل رہے تنہا ہیں جو عرشِ خدا پایا

جبریل[2] کی آنکھوں سے پوچھوائے چشمِ حقیقت بیں کہہ تو
انہیں فرش پہ تو نے کیا دیکھا سدرے سے بڑھے تو کیا پایا

---

[1]: دیوانِ سالک کے نسخوں میں یہ مصرع یوں ہے: " ہم گو ہیں برے قسمت ہے بھلی جب پشت و پناہ ان کا سا پایا " فن عروض کے اعتبار سے یہ غیر موزون ہے جس کی وجہ یقیناً کتابت کی غلطی ہے۔ صحیح مصرع یوں ہوسکتا ہے: " ہم گو ہیں برے قسمت ہے بھلی جب پشت پناہ ان سا پایا " لہٰذا ہم نے اسی طرح لکھا ہے۔ المدینة العلمیة

[2]: معراج میں حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی مثال سورج کی سی تھی کہ جس قدر چڑھتا ہے نور بڑھتا ہے، اسی لیے معراج کی رات دنیا والوں کی نگاہ میں طاقت دیدار نہ تھی ملائکہ بھی کچھ دُور تک ہی ساتھ رہ سکے، بڑے فرشتہ حضرت جبریل (عَلَیْہِ السَّلَام) بھی آخر کار تابشِ اَنوار کی تاب نہ لا سکے، سدرہ پر ٹھہر گئے۔

وہ جس کو ملے، ایمان ملا، ایمان تو کیا رحمٰن ملا
قرآن بھی جب ہی ہاتھ آیا جب دل نے وہ نورِ ہُدیٰ پایا

بے مثلِ حق کے مظہر ہو پھر مثل تمہارا کیوں کر ہو
نہیں کوئی تمہارا ہم پلہ نہ تیرا کوئی ہم پایہ پایا

نہیں جلوہ میں ان کے یکرا ہی[1] کوئی آقا کہے کوئی بھائی
مومن سمجھا بندہ پرور اندھوں نے محض بندہ پایا

ارشاد ہوا سورج لوٹا[2] پایا جو اشارہ چاند چرا
بادل رِم جھم رِم جھم برسا جب حکمِ حبیبِ خدا پایا

---

[1]: مثل ہے:" لیلی را بچشم مجنوں باید دید مگر مصطفے را بچشم صدیق باید دید"ابوجہل نے جہالت کی آنکھ سے دیکھ کر کہا: **مَعَاذَ الله** "آپ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم) حسین نہیں" صدیق (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْه) نے ایمانی نگاہ سے دیکھ کر فرمایا: جمالِ مصطفےٰ کے سامنے آفتاب کی کوئی حقیقت نہیں یہی آج حال ہے مومن کہتا ہے کہ ہم اپنے کو سگِ بارگاہ کہیں تو بھی بے اَدبی ہے وہابی کہتا ہے وہ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم) تو ہمارے بھائی ہیں۔

[2]: خیبر میں حضرت علی (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْه) نے حضور (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم) کی نیند پر

تم ہی تو ہو وحدت کے مظہر[۱] تم ہی تو ہو کثرت کے مصدر
ہے قبلۂ حاجات آپ کا دَر کعبہ نے تمہیں کعبہ پایا

ستّار مرے قربان ترے دنیا میں تو میرے عیب ڈَھکے
محشر میں بھی عزت رکھ لینا تم سا نہ کوئی اپنا پایا

صرف[۲] ایک پیالہ پانی ہے اور پینے والے چودہ سو
اس وقت ان کی ہر انگلی سے پانی کا رَواں چشمہ پایا

نماز قربان کر دی تو حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے ڈوبا ہوا سورج ان کے لیے واپس فرمایا ایک بار قحط سالی پڑی تو ممبر پر دعا فرمائی خطبہ ختم نہ ہوا تھا کہ پانی برسنا شروع ہوا پھر جس طرف اشارہ کیا ادھر ہی بادل برسا۔

۱: حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم فرماتے ہیں: اَنَا نُوۡرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَکُلُّ خَلۡقٍ مِّنۡ نُّوۡرِیۡ، حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) تو ذاتِ باری سے بلا واسطہ مستفیض اور تمام خلق حضور سے فیض یاب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم.

۲: ایک جنگ میں چودہ سو مسلمان پیاسے تھے پانی دُور دُور نہ تھا پیالہ بھر پانی لشکر میں سے جمع کرا کر اس میں ہاتھ رکھا، انگلیوں سے پانی جاری ہوا تمام سیر ہوئے۔

جابر[۱] کے گھر تھوڑے جَو پر مہمان کیا سارا لشکر
سب سیر ہوئے لیکن کھانا جو پہلے تھا ویسا پایا

اب تک تو کھلائے لقمۂ تر اَب چھوڑ کے دَرہم جائیں کدھر
پرسش ہے جہاں ناکاروں کی وہ آپ کا دروازہ پایا

دنیا سے بچالو سالکؔ کو کام اپنی رضا کے اس سے[۲] لو
اک یہ ہی تمنا باقی ہے اب تک تو جو کچھ مانگا پایا

۱: غزوۂ خندق میں حضرت جابر (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ) نے ساڑھے چار سیر جو کی روٹی اور بکری کے بچہ کا گوشت پکایا تمام لشکر نے حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی برکت سے کھانا کھایا مگر کھانا اسی طرح باقی رہا۔

۲: دیوانِ سالک کے نسخوں میں یہ مصرع یوں ہے:" دنیا سے بچالو سالک کو کام اپنی رضا کے اس سے لے لو"، فن عروض کے اعتبار سے یہ غیر موزون ہے جس کی وجہ یقیناً کتابت کی غلطی ہے۔ صحیح مصرع یوں ہوسکتا ہے:" دنیا سے بچالو سالک کو کام اپنی رضا کے اس سے لو" لہٰذا ہم نے اسی طرح لکھا ہے۔ المدینۃ العلمیۃ

جن کا لقب ہے مصطفےٰ صَلِّ علٰی مُحَمَّدٍ

جن کا لقب ہے مصطفےٰ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
ان سے ہمیں خدا مِلا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

رُوحُ الامیں تو تھک گئے اور وہ عرش تک گئے
عرشِ بریں پکار اُٹھا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

خلدِ بریں میں[1] ہر جگہ نامِ شہِ اَنام ہے
خلد ہے مِلک آپ کا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

دُھوم ہے ان کی چار سو ذِکر ہے اُن کا کوبکو
مظہرِ ذاتِ کبریا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

جو ہو مریضِ لادوا یا کسی غم میں مبتلا
صبح و مسا پڑھے سدا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

---

[1]: دیوانِ سالک کے نسخوں میں یہ مصرع یوں ہے: " خلد بریں ہر جگہ نام شہ اَنام ہے "، فن عروض کے اعتبار سے یہ غیر موزون ہے جس کی وجہ یقیناً کتابت کی غلطی ہے۔ صحیح مصرع یوں ہوسکتا ہے:" خلد بریں میں ہر جگہ نام شہِ انام ہے " لہٰذا ہم نے اسی طرح لکھا ہے۔ المدینة العلمیة

مشکلیں ان کی حل ہوئیں قسمتیں ان کی کھل گئیں
وِرد جنھوں نے کرلیا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

شدتِ جاں کُنی ہو جب نزع کی جب ہو کشمکش
وردِ زباں ہو یاخدا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

قبر میں جب فرشتے[1] آئیں شکل خدا نما دکھائیں
پڑھتا اُٹھوں میں یاخدا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

لاج گناہ گار کی آپ کے ہاتھ میں ہے نبی
بد ہے مگر ہے آپ کا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

حشر میں سالکِ حزیں تھام کے دامنِ نبی
عرض کرے یہ برملا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

---

[1]: حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تو ہر جگہ جلوہ گر ہیں حجاب ہماری آنکھوں پر ہے، نکیرین اسی حجاب کو اُٹھا دیتے ہیں اور جلوہ دکھا کر پوچھتے ہیں کہ ان کو پہچانو اگر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہر جگہ نہیں تو اَلتَّحِیَّات میں **اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ** میں خطاب کیوں ہے۔

شیخ عبدالحق (رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ) نے ''**اَشِعَّۃُ اللَّمْعَات**'' میں لکھا ہے کہ نمازی **اَلتَّحِیَّات** میں سمجھے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم قلب میں جلوہ گر ہیں ایک ہی وقت میں چند جگہ آدمی دفن ہوتے ہیں اور سوال کے لیے سب کو زیارتِ جمال مصطفٰے کرائی جاتی ہے، معلوم ہوا کہ ہر جگہ جلوہ گری ہے۔

ماہِ رَبیعُ الاوّل آیا

ماہِ رَبیعُ الاوّل آیا
رب کی رحمت ساتھ میں لایا

وقت مبارک رات سہانی
صبح کا تڑکا ہے نورانی

پیر کا دن تاریخ ہے بارہ
فرش پہ چمکا عرشی تارہ

آج کی رات برات رَچی ہے
آمنہ کے گھر دُھوم مچی ہے

گھر میں حوریں دَر پہ مَلک ہیں
جن کی قطاریں تابہ فلک ہیں

ٹھنڈی ہوا کا جھونکا آیا
شور مچا اِک صَلِّ عَلٰی کا

لو وہ اُٹّھی گردِ سواری
پیدا ہوئے محبوبِ باری

باغِ خلیل کا وہ گُلِ زیبا
کشتِ صَفی کا نخلِ تمنا
رحمتِ عالم نورِ مجسم
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ سَلَّم

تم بھی اُٹھو اب وقتِ اَدَب ہے
ذِکرِ وِلادتِ شاہِ عرب ہے
تخت ہے اُن کا تاج ہے اُن کا
دونوں جہاں میں راج ہے ان کا
جنّ و مَلک ہیں ان کے سپاہی
رب کی خدائی میں ان کی شاہی
اونچے اونچے یہاں جھکتے ہیں
سارے انھی کا منہ تکتے ہیں
شاہ و گدا ہیں ان کے سلامی
فخر ہے سب کو ان کی غلامی
کعبہ کی زِینت انھی کے دَم سے
طیبہ کی رونق ان کے قدم سے

کعبہ ہی کیا ہے سارے جہاں میں
دُھوم ہے ان کی کون و مکاں میں

آمنہ بی کو لعل مبارک
دائی حلیمہ کو بال مبارک

تم کو خَلِیۡلُ اللّٰه مبارک
تم کو ذَبِیۡحُ اللّٰه مبارک

دان کرو کچھ جشن ہے بھاری
دَر پہ کھڑے ہیں سارے بھکاری

دَر پہ ہیں حاضر اپنے پرائے
آپ کے دَم سے آس لگائے

ہم تو پرانے کمین ہیں دَر کے
نام لکھے[۱] ہیں پدر مادَر کے

چشمِ کرم لِلّٰه اِدھر ہو
سالکِ خستہ پر بھی نظر ہو

---

[۱]: دیوانِ سالک کے نسخوں میں یہ مصرعہ یوں ہے: "نام رکھے ہیں پدر مادر کے" یہاں رکھے ہیں کی جگہ لکھے ہیں آنا چاہیے تاکہ معنی درست ہو جائیں لہٰذا اسے کتابت کی غلطی پر محمول کرتے ہوئے ہم نے یہاں رکھے ہیں کی جگہ لکھے ہیں لکھا ہے۔ المدینۃ العلمیۃ

سلام

یَا نَبِیُ سَلَامٌ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلُ سَلَامٌ عَلَیْکَ
یَا حَبِیْب سَلَامٌ عَلَیْکَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَیْکَ

آج وہ تشریف لایا جس نے روتوں کو ہنسایا
جس نے جلتوں کو بجھایا جس نے بگڑوں کو بنایا

عرشِ اعظم کا ستارا فرش والوں کا سہارا
آمنہ[1] بی کا دُلارا حق تعالٰی کا وہ پیارا

دو جہاں کا راج والا تخت والا تاج والا
بے کسوں کی لاج والا ساری دنیا کا اُجالا

---

[1]: دیوانِ سالک کے نسخوں میں یہ مصرعہ یوں ہے:" آمنہ بی کا دولا را حق تعالٰی کا پیارا"، فن عروض کے اعتبار سے یہ غیر موزون ہے جس کی وجہ یقیناً کتابت کی غلطی ہے۔صحیح مصرع یوں ہوسکتا ہے:" آمنہ بی کا دُلارا حق تعالٰی کا وہ پیارا " لہٰذا ہم نے اسی طرح لکھا ہے۔المدینۃ العلمیۃ

تم بہارِ باغِ عالم تم نویدِ اِبنِ مریم
تم[1] پہ قرباں سارا عالم آدم و اَولادِ آدم

تم بناءِ دوسَرا ہو کعبہ والے کی دُعا ہو
تم ہی سب کے مُدَّعٰی ہو جاں نہ کیوں تم پر فدا ہو

آپ ہیں وَحدت کے مظہر آپ ہیں کثرت کے مصدر
آپ اول آپ آخر قبلۂ دل آپ کا در

آپ کے ہو کر جئیں ہم نامِ نامی پہ مریں ہم
جب قیامت میں اٹھیں ہم عرض اس طرح کریں ہم

عرض ہے سالکؔ کی آقا جاں کُنی کا ہو یہ نقشہ
سامنے ہو پاک روضہ اور لبوں پر ہو یہ کلمہ

---

[1] : دیوانِ سالک کے نسخوں میں یہ مصرعہ یوں ہے: "تم پہ قرباں سارا عالم آدم واولادِ عالم" یہاں اولادِ عالم کی جگہ اولادِ آدم آنا چاہیے ورنہ معنوی نقص پیدا ہو جائے گا لہٰذا اسے کتابت کی غلطی پر محمول کرتے ہوئے ہم نے یہاں اولادِ عالم کی جگہ اولادِ آدم لکھا ہے۔ المدینۃ العلمیۃ

خالقِ کل اے رب عُلٰی

خالقِ کُل اے ربِ عُلٰی
شکر ترا کیوں کر ہو اَدا
ہم کو وہ محبوب دیا
رتبہ جس کا سب سے سوا
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللّٰہ

کیوں خاموش ہو اہلِ صفا
ہے یہ وقت مسرت کا
یعنی آج ہوئے پیدا
شاہِ ہدیٰ محبوبِ خدا
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللّٰہ

قاسمِ نعمت آ پہنچے
مالکِ جنت آ پہنچے
والیِ اُمت آ پہنچے
رب کی رحمت آ پہنچے
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللّٰہ

جن[۱] کی خلیل دعا مانگیں
جن کی مسیح بشارت دیں
جن کی گواہی پتھر دیں
جن سے سب دُکھ دَرد کہیں
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللّٰہ

---

[۱]: حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلام نے کعبہ بنا کر دُعا کی کہ الٰہی! اس شہر میں ایک نبی پیدا فرما۔ حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) فرماتے ہیں کہ میں بشارتِ عیسیٰ اور دعائے خلیل ہوں۔ عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلام.

آج تو رَشکِ خلد بنا
حجرہ آمنہ بی بی کا
کعبہ بھی سجدے کو جھکا
حامیٔ کعبہ آ پہنچا
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللّٰہ

آمنہ بی کو مبارک ہو
اور حلیمہ دائی کو
ہم کو مبارک اور تم کو
شاہ کی ساری اُمت کو
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللّٰہ

منکر اور نکیر جب آئیں
مَنْ رَبُّک کا چرچا لائیں
چہرۂ اَنور جب دکھلائیں
ہم اس طرح ان کو سنائیں
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللّٰه

سالکِ خستہ کی آقا
پوری ہو ہر ایک دُعا
جو اس محفل میں آیا
ہو اس پر بھی فضل ترا
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللّٰه

نصیب چمکے ہیں فرشیوں کے

نصیب چمکے ہیں فرشیوں کے کہ عرش کے چاند آرہے ہیں
جھلک سے جن کی فلک ہے روشن وہ شمس تشریف لا رہے ہیں

زمانہ پلٹا ہے رُت بھی بدلی ، فلک پہ چھائی ہوئی ہے بدلی
تمام جنگل بھرے ہیں جل تھل ہرے چمن لہلہا رہے ہیں

ہیں وَجد میں آج ڈالیاں کیوں یہ رَقص پتوں کو کیوں ہے شاید
بہار آئی یہ مژدہ لائی کہ حق کے محبوب آرہے ہیں

خوشی میں سب کی کھلی ہیں باچھیں رَچی ہے شادی مچی ہیں دُھومیں
چرند اِدھر کھلکھلا رہے ہیں پرند ادھر چہچہا رہے ہیں

نثار تیری چہل پہل پر ہزار عیدیں ربیع الاوّل
سوائے[1] اِبلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

---

[1] : شبِ ولادت میں ملائکہ تو درِ دولت پر کھڑے تھے مگر شیطان رَنج وغم سے مارا مارا پھر رہا تھا۔ وقتِ قیامِ میلاد کوئی تو خوش ہوتا ہے اور کوئی جلتا اور بھاگتا ہے۔

شبِ وِلادت میں سب مسلماں نہ کیوں کریں جان ومال قرباں
اَبولہب [۱] جیسے سخت کافر خوشی میں جب فیض پا رہے ہیں

زمانہ بھر میں یہ قاعدہ ہے کہ جس کا کھانا اسی کا گانا
تو نعمتیں جن کی کھا رہے ہیں انہیں کے ہم گیت گا رہے ہیں

حبیبِ حق ہیں خدا کی نعمت بِنِعْمَةِ [۲] رَبِّکَ فَحَدِّث
خدا کے فرمان پر عمل ہے جو بزمِ مولا سجا رہے ہیں

تَبَارَکَ اللّٰہ حکومت اُن کی زمیں تو کیا شے ہے آسماں پر
کیا اشارے سے چاند ٹکڑے چھپا ہوا خور بلا رہے ہیں

---

[۱]: ابولہب نے اپنی لونڈی کو آزاد کر دیا تھا جس نے اُسے ولادتِ مصطفےٰ کی خوش خبری دی تھی، اس کو کسی نے بعد موت خواب میں دیکھا پوچھا کیا حال ہے؟ کہا: ''سخت عذاب میں ہوں مگر دوشنبہ کو کچھ تخفیف رہتی ہے۔'' اِسی خوشی کی برکت ہے اس میں میلاد والوں کو مژدہ عظیم ہے۔

دوستاں را کجا کنی محروم   کہ تو با دشمنان نظر داری

[۲]: قرآن کریم فرماتا ہے: ''وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴿۱۱﴾ اپنے رب کی نعمتوں کا خوب چرچا کرو۔'' حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں کہ سب فانی یہ باقی اور سب اس کے طفیل میں، تو ان کی ولادت کا چرچا حکم قرآنی پر ہے۔

میں تیرے صدقہ زمینِ طیبہ فدا نہ کیوں تجھ پہ ہو زمانہ
کہ جن کی خاطر بنا زمانہ وہ تجھ میں آرام پا رہے ہیں

ہیں جیتے جی کے یہ سارے جھگڑے مچی جو آنکھیں تمام چھوٹے
کریم جلوہ وہاں دکھانا جہاں کہ سب منہ چھپا رہے ہیں

جو قبر میں اپنی ان کو پاؤں پکڑ کے دامن مچل ہی جاؤں
جو دل میں رہ کے چھپے تھے مجھ سے وہ آج جلوہ دکھا رہے ہیں

نکیرو پہچانتا ہوں ان کو یہ میرے آقا یہ میرے داتا
مگر تم ان سے تو اتنا پوچھو یہ مجھ کو اپنا بتا رہے ہیں

خدا کے وہ ہیں خدائی ان کی رب ان کا مولا وہ سب کے آقا
نہیں خدا تک رَسائی ان کی جو ان سے نا آشنا رہے ہیں

تمام دنیا ہے مِلک جن کی ہے جو کی روٹی خوراک ان کی
کبھی کھجوروں پہ ہے گزارا کبھی چھوارے ہی کھا رہے ہیں

پھنسا ہے بحرِ اَلم میں بیڑا بچے خدا ناخدا سہارا
اکیلا سالکؔ ہیں سب مخالف ہمومِ دنیا ستا رہے ہیں

بخدا خدا سے ہے وہ جدا جو حبیبِ حق پہ فدا نہیں

بخدا خدا سے ہے وہ جدا جو حبیبِ حق پہ فدا نہیں
وہ بشر ہے دین سے بے خبر جو رہِ نبی میں گما نہیں

اُسے[1] ڈھونڈے کیوں کوئی دَربدر وہ ہیں جان سے بھی قریب تر

وہ[2] نہاں بھی ہے وہ عیاں بھی ہے وہ چنیں بھی ہے وہ چناں بھی ہے
وہی جب بھی تھا وہی اب بھی ہے وہ چھپا ہے پھر بھی چھپا نہیں

---

[1]: قرآن میں ہے'' اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ نبی مسلمانوں کی جان سے زیادہ قریب ہیں'' قاسم نانوتوی صاحب نے تحذیر الناس میں اَولیٰ کے معنی قرب کئے ہیں، زیادہ قریب چیز بھی چھپ جاتی ہے جیسے کہ جان اور آنکھ خود آنکھ سے چھپی ہے۔ (اس شعر کا دوسرا مصرع نہیں مل سکا۔المدینۃ العلمیۃ)

[2]: حضرت شیخ (رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ) نے مدارج کے اوّل میں فرمایا کہ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی نعت بھی ہے کہ حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) ظاہر بھی ہیں اور چھپے بھی۔

تیری[1] ذات میں جو فنا ہوا وہ فنا سے نو کا عدد بنا

جو اُسے مٹائے وہ خود مٹے ، وہ ہے باقی اس کو فنا نہیں

دو[2] جہاں میں سب پہ ہیں وہ عیاں دو جہاں پھر ان سے ہوں کیوں نہاں

وہ کسی سے جب کہ نہیں چھپے تو کوئی بھی ان سے چھپا نہیں

ہر[3] اک ان سے ہے وہ ہر اک میں ہیں وہ ہیں ایک علم حساب کے

بنے دوجہاں کی وہی بِنا وہ نہیں جو ان سے بنا نہیں

ا :٩ کے عدد میں دو باتیں عجیب ہیں:

اولاً: یہ کہ ایک سے آٹھ تک کی اِکائیاں کناروں کی دو، دو ملاؤ ٩ بنیں گے۔ مثلاً ١۔٨۔اور٢۔٧۔اور٣۔٦۔اور٤۔٥=٩ ہوں گے۔

دوم: سارے ٩ کے پہاڑے میں ہر جگہ ٩ بنے گا۔ ٩ دونی ١٨۔ ٩ تیا ٢٧، ٩ چوک ٣٦۔ ٩ پنجہ ٤٥۔ ان سب میں مکتوبی اِکائی دِہائی کو ملاؤ ٩ حاصل ہوں گے اسی طرح ١٢ نویں ١٠٨، ١٣ نویں، ١١٧، ١٤ نویں ١٢٦، سب میں ٩ بنیں گے۔

٢ : حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کولکڑیاں، کنکر، جانور سب پہچانتے ہیں تو حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کسی کو کیوں نہ پہچانیں حضور عَلَیْہِ السَّلَام بھی قیامت تک کی ہر چیز کو پہچانتے ہیں۔

٣ : حضور عَلَیْہِ السَّلَام تمام چیزوں کی اصل ہیں، وَکُلُّ الْخَلَا ئِقِ مِنْ نُّوْرِیْ اور

کوئی[1] مثل ان کا ہو کس طرح وہ ہیں سب کے مبدا و منتہےٰ
نہیں دوسرے کی جگہ یہاں کہ یہ وصف دو کو مِلا نہیں

تیرے در کو چھوڑ کدھر پھروں تیرا ہو کے کس کا میں مُنہ تکوں
تو غنی[2] ہے سب تیرے در کے سگ وہ نہیں جو تیرا گدا نہیں

اصل اپنی فروع میں مصدر مشتقات میں ایک تمام اعداد میں موجود اسی لیے حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) تمام میں موجود۔

[1]: حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا مثل محال کیونکہ حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) سب سے اول بھی ہیں اور سب سے آخر بھی هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرِ اور سب سے پہلا اور سب سے پچھلا ایک ہی ہوسکتا ہے۔

[2]: قرآن فرماتا ہے:

اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ اللّٰہ ورسول نے ان کو اپنے فضل سے غنی کردیا۔ اگر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خود غنی نہیں تو سب کو غنی کس طرح فرماتے ہیں۔

ع : دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

کرو لطف مجھ پہ یہ خسروا کہ چھڑا دو غیر کا آسرا[۱]
نہ تکوں کسی کو تیرے سوا کہ کسی سے میرا بھلا نہیں

کوئی تجھ سے بچ کے کہاں رہے تیرا ملک چھوڑ کہاں بسے
تو حبیبِ رب تیری ملک سب جہاں تو نہ ہو کوئی جا نہیں

یہ تمہارا سالکِ بے نوا مرضِ گُنہ میں ہے مبتلا
تم ہی اس برے کو کرو بھلا کہ کوئی تمہارے سوا نہیں

---

[۱]: دیوانِ سالک کے نسخوں میں یہ مصرعہ یوں ہے:"کرو لطف مجھ پہ خسروا کہ چھڑا دو غیر کا آسرا "فن عروض کے اعتبار سے یہ غیر موزون ہے جس کی وجہ یقیناً کتابت کی غلطی ہے۔صحیح مصرع یوں ہوسکتا ہے:"کرو لطف مجھ پہ یہ خسروا کہ چھڑا دو غیر کا آسرا " لہٰذا ہم نے اسی طرح لکھا ہے۔المدینۃ العلمیۃ

تم ھی ھو چین اور قرار اِس دلِ بے قرار میں

تم [1] ہی ہو چین اور قرار اِس دلِ بے قرار میں
تم ہی تو ایک آس ہو قلبِ گناہ گار میں

رُوح نہ کیوں ہو مضطرب موت کے اِنتظار میں
سنتا ہوں مجھ کو دیکھنے آئیں گے وہ مزار میں

خاک ہے ایسی زندگی وہ کہیں اور ہم کہیں
ہے اسی زِیست میں مزا جو ہو دِیارِ یار میں

بارشِ فیض سے ہوئی کشتِ عمل ہری بھری
خشک زمیں کے دن پھرے جان پڑی بہار میں

دل میں جو آکے تم رہو سینے میں تم اگر بسو
پھر ہو وہی چہل پہل اُجڑے ہوئے دِیار میں

---

[1] : دیوانِ سالک کے نسخوں میں یہ مصرع یوں ہے: ”تم ہی ہو چین اور قرار دلِ بے قرار میں“ فن عروض کے اعتبار سے یہ غیر موزون ہے جس کی وجہ یقیناً کتابت کی غلطی ہے۔ صحیح مصرع یوں ہوسکتا ہے: ”تم ہی ہو چین اور قرار اس دلِ بے قرار میں“ لہٰذا ہم نے اسی طرح لکھا ہے۔ المدینۃ العلمیۃ

اُن کے جو ہم غلام تھے خلق کے پیشوا رہے
اُن سے پھرے جہاں پھرا آئی کمی وقار میں

قبر کی سونی رات ہے کوئی نہ آس پاس ہے
اِک تیرے دم کی آس ہے قلبِ سیاہ کار میں

فیض نے تیرے یا نبی کردیا مجھ کو کیا سے کیا
ورنہ دَھرا ہوا تھا کیا مٹھی بھر اِس غبار میں

جس کی نہ لے کوئی خبر بند ہوں جس پہ سارے دَر
اُس کا تو ہی ہے چارہ گر آئے ترے جوار میں

چار[۱] رُسل فرشتے چار، چار کتب ہیں دین چار
سلسلے دونوں چار چار لطف عجب ہے چار میں

آتش وآب وخاک باد اِن ہی سے سب کا ہے ثبات
چار[۲] کا سارا ماجرا ختم ہے چار یار میں

---

۱ : بڑے فرشتے چار ہیں: جبرائیل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل عَلَیۡہِمُ السَّلَام۔ آسمانی کتابیں چار: تورات، زبور، انجیل، قرآن۔ طریقت اور شریعت دونوں کے چار سلسلہ: حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی اور چشتی، قادری، نقشبندی، سہروردی۔

۲ : پہلے نبی حضرت آدم (عَلَیۡہِ السَّلَام) جن کی ترکیب آگ، پانی، ہوا اور مٹی سے

سر تو سوئے حرم جھکا دِل سوئے کُوئے مصطفٰے
دل کا خدا بھلا کرے یہ نہیں اختیار میں

اس[1] پہ گواہ ھُوَ الَّذِیْ شیشۂ حق نما نبی
دیکھ لو جلوۂ نبی شیشۂ چار یار میں

سالکِ رُوسیہ کا منہ دعوٰیِ عشقِ مصطفٰے
پائے جو خدمتِ بلال آئے کسی شمار میں

ہوئی، حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّم) پر دورِ نبوت ختم ہو کر سلسلہ ولایت باقی رہا اس مناسبت سے چار یار ہونے چاہیے تھے۔

[1]: آیت ھُوَ الَّذِیْ میں رب نے اپنی پہچان بتوسط مصطفٰے عَلَیْہِ السَّلام کرائی اور پہچانِ مصطفٰے، خلفائے راشدین کے ذریعہ کرائی، شمعِ مصطفوی ایک ہے اور چار یار اس کے رنگ برنگے چار شیشے ہیں کہ شمع مصطفوی، صدیقی، فاروقی، عثمانی اور حیدری رنگوں میں نظر آتی ہے۔ جسمانی حیثیت سے حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّم) آخر میں تشریف لائے مگر حقیقتِ محمدیہ سب سے پہلے اَوَّلُ خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِی نیز جسمًا حضرت آدم (عَلَیْہِ السَّلام) کی اولاد پاک ہیں اور رُوحًا والد آدم (عَلَیْہِ السَّلام) ہیں، لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاک پھول درخت سے ہوتا ہے مگر حقیقت میں درخت پھول سے ہے کہ پھول کی پیدائش منظور نہ ہوتی تو درخت لگایا ہی کیوں جاتا۔ ھُوَ الْاَوَّلُ ھُوَ الْاٰخِر.

(دیوانِ سالک کے نسخوں میں یہاں تیسری لائن میں "عثمانی" نہیں لکھا، اسے کتابت کی غلطی پر محمول کرتے ہوئے ہم نے عثمانی لکھ کر اور ترتیب درست کر کے تصحیح کر دی ہے۔ المدینۃ العلمیۃ)

ھے جس کی ساری گفتگو وَحیِ خدا یہ ھی تو ھیں

ہے جس کی ساری گفتگو وَحیِ خدا یہ ہی تو ہیں
حق جس کے چہرے سے عیاں وہ حق نما یہی تو ہیں

سورج [1] میں جن کی ہے چمک جن کا اُجالا چاند میں
پھولوں میں جن کی ہے مہک وہ مہ لقا یہی تو ہیں

سارا جہان چھوڑ دے جس مجرمِ دِید کار کو
دامن میں ان کے وہ چھپے مشکلکشا یہی تو ہیں

---

[1]: دیوانِ سالک کے نسخوں میں یہ مصرع اوراس کے بعد کے تین مصرعے یوں ہیں:

جن کی چمک سورج میں ہے جن کا اُجالا چاند میں
جن کی مہک پھولوں میں ہے وہ مہ لقا یہی تو ہیں

جس مجرمِ دِید کار کو سارا جہاں دُھتکار دے
وہ ان کے دامن میں چھپے مشکلکشا یہی تو ہیں

فنِ عروض کے اعتبار سے یہ چاروں غیر موزون ہیں جس کی وجہ یقیناً کتابت کی غلطی

ہر لب پہ جن کا ذِکر ہے ہر دل میں جنکی فکر ہے
گاتے ہیں جن کے گیت سب صبح و مَسا یہی تو ہیں

چرچا ہے جن کا چار سو ہر گُل میں جن کا رنگ و بو
ہیں حسن کی جو آبرو وہ دِل رُبا یہی تو ہیں

باغِ [۱] رسالت کی ہیں جڑ اور ہیں بہارِ آخری
مبدا جو اس گلشن کے تھے وہ منتہی یہی تو ہیں

یہ ہیں حبیبِ کبریا یہ ہیں محمد مصطفٰے
دو جگ کو جن کی ذات کا ہے آسرا یہی تو ہیں

جس کی نہ لے کوئی خبر ہوں بند جس پر سارے دَر
اس کی یہ رکھتے ہیں خبر اس کی پنا یہی تو ہیں

ہے،لہٰذا ہم سے جو تصحیح ہوسکی اسی کے مطابق ان چاروں مصرعوں کو اوپر کلام میں لکھا گیا ہے۔المدینۃ العلمیۃ

۱ : فن عروض کے اعتبار سے اس بیت کے دونوں مصرعے غیر موزون ہیں اور تمام دستیاب نسخوں میں اسی طرح ہیں۔المدینۃ العلمیۃ ۔

ان[۱] کا مبارک نام بھی بے چین دل کا چین ہے
جو ہو مریضِ لادَوا اس کی دَوا یہی تو ہیں

گن گائیں جن کے انبیا مانگیں رُسل جن کی دعا
وہ دو جہاں کے مُدَّعٰی صَلِّ علٰی یہی تو ہیں

سجدہ شجر جنہیں کریں[۲] پتھر گواہی جن کی دیں
دکھ درد اُونٹ بھی کہیں حاجت روا یہی تو ہیں

۱: قرآن میں ہے: ''اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىٕنُّ الْقُلُوْبُؕ(۲۸)'' ذکر **اللہ** سے دل چین پاتے ہیں، ذکر **اللہ** حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا نام بھی ہے تو معنی ہوئے کہ رسول **اللہ** سے چین پاتے ہیں اسی لیے اِختلاجِ قلب میں حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا اسم شریف پڑھنے سے سکون ہوتا ہے کہ اختلاجِ قلب کے وقت یہ آیت انگلی سے دل پر لکھے اور زبان سے پڑھتا رہے ''یَامُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم'' (یہاں لفظ محمد نام کے طور پر نہیں ہے بلکہ اس کا لغوی اور وصفی معنی مراد ہے یعنی اے وہ ذات جس کی تعریف کی گئی ہے جیسا کہ خود مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ یا محمد کہنے کے جائز ہونے کی ایک صورت کے بارے میں فرماتے ہیں: لفظ محمد اپنے لغوی معنی میں ہے یعنی تمام مخلوق بلکہ خالق کے سراہے ہوئے، سب کے ممدوح، سب کی تعریف کیے ہوئے۔ (مراۃ المناجیح، ۸/۱۰۹) ۔المدینۃ العلمیۃ)

۲: صحیح روایت سے ثابت ہے کہ درختوں نے حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو

ہے فرش[ا] کا جو بادشا ہے عرش جس کے زیر پا
سالکؔ ملا جس سے خدا وہ باخدا یہی تو ہیں

سجدے کیے، کنکروں نے کلمہ پڑھا، اونٹ نے زانوئے پاک پر اپنا سر رکھ کر مالک کی شکایت کی کہ مجھ سے کام زیادہ لیتا ہے اور خوراک کم دیتا ہے۔ بے عقل چیزیں انہیں حاجت روا جانیں اور انسان ان کو حاجت روا نہ مانے تو وہ جانور سے بدتر ہے۔

(دیوانِ سالک کے نسخوں میں اس بیت کے دونوں مصرعے یوں ہیں:

جن کو شجر سجدے کریں پتھر گواہی جن کی دیں
دکھ درد اُونٹ ان سے کہیں حاجت روا یہی تو ہیں

فن عروض کے اعتبار سے یہ دونوں غیر موزون ہیں جس کی وجہ یقیناً کتابت کی غلطی ہے، لہٰذا ہم سے جو تصحیح ہو سکی اسی کے مطابق ان دونوں مصرعوں کو اوپر کلام میں لکھا گیا ہے۔ المدینۃ العلمیۃ)

ا: حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) فرماتے ہیں کہ تمام زمین مجھے سمیٹ کر دکھائی گئی نیز فرماتے ہیں کہ خزانوں کی کنجیاں مجھے عطا کی گئیں اور کنجی مالک کو دی جاتی ہے۔ عرش پر حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) ہی بیٹھ سکتے ہیں خدا تعالیٰ عرش پر بیٹھنے سے پاک ہے کہ وہ جگہ سے پاک ہے۔

دِل اس ہی کو کہتے ہیں جو ہو ترا شیدائی

دِل اس ہی کو کہتے ہیں جو ہو ترا شیدائی
اورآنکھ وہ ہی ہے جو ہو تیری تماشائی

کیوں جان نہ ہوقرباں صدقہ نہ ہو کیوں اِیماں
اِیمان ملا تم سے اور تم سے ہی جاں پائی

خلقت[1] کے وہ دُولہا ہیں محفل یہ انہی کی ہے
ہے ان ہی کے دَم سے یہ سب اَنجمن آرائی

یاشاہِ رُسل چشمے بر حالِ گدائے خود
کزحالِ تباہ وے دانائی و بینائی

بے[2] مثل خدا کا تو بے مثل پیمبر ہے
ظاہر تری ہستی سے اللہ کی یکتائی

---

[1]: براتکا سارا مجمع دولہا کے دم سے ہوتا ہے، حدیث میں ہے: ''لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاک. اے محبوب اگر آپ نہ ہوتے تو آسمان پیدا نہ ہوتے'' یہ حدیث معنًی صحیح ہے دیکھو موضوعات کبیر ملا علی قاری'' تو دنیا میں جو کچھ ہے وہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دم قدم سے ہے۔''

[2]: حضور(صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) صفات الٰہی کے مظہر ہیں اور خدا کی صفت بے مثلیت بھی لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ لٰہذا حضور(صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) بے مثل ہیں۔

آقاؤں کے آقا سے بندوں کو ہو کیا نسبت
اَحمق ہے جو کہتا ہے آقا کو بڑا بھائی

سینہ میں جو آجاؤ بن آئے مرے دل کی
سینہ تو مدینہ ہو دل اس کا ہو شیدائی

دل تو ہو خدا کا گھر سینہ ہو ترا مسکن
پھر کعبہ و طیبہ کی پہلو میں ہو یک جائی

اس[1] طرح سما مجھ میں ہوجاؤں میں گم تجھ میں
پھر تو ہی تماشا ہو اور تو ہی تماشائی

اس سالکِ بیکس کی تم آبرو رکھ لینا
محشر میں نہ ہو جائے آقا کہیں رُسوائی

خدا اپنی خالقیت میں لَاشَرِیْکَ لَه اور حضور (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم) اپنی عبدیت میں لَاشَرِیْکَ لَه ہیں حضور (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم) فرماتے ہیں اَیُّکُمْ مِثْلِیْ تم میں مجھ سا کون ہے؟ امام بوصیری (رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْه) فرماتے ہیں: مُنَزَّهٌ عَنْ شَرِیْکٍ فِیْ مَحَاسِنِهٖ.

[1]: فَنَا فِی الرَّسُوْل: وہ مرتبہ ہے جس میں انسان اپنے آپ کو رسول اللّٰہ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم) میں اس طرح گم کردے کہ جسم تو اس میں ہو اور روح مصطفٰے ہوں۔

امام اعظم رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْه فرماتے ہیں قصیدہ نعمان میں: کہ جس طرف نظر کرتا ہوں یا حَبِیْبَ اللّٰہ آپ کو دیکھتا ہوں۔

وہ بندۂ خاص خدا کے ہیں

وہ بندۂ خاص خدا کے ہیں اور ان کی ساری خدائی [1] ہے
ان ہی کی پہنچ ہے خالق تک ان تک خلقت کی رَسائی [2] ہے

وہ رَب کے ہیں رَب ان کا ہے جو ان کا ہے وہ رب کا ہے
بے ان کے جو حق سے ملا چاہے دیوانہ ہے سودائی [3] ہے

وہ سخت گھڑی اللّٰہُ غَنِیُ کہتے ہیں نبی نَفْسِیُ نَفْسِیُ
اس وقت اِک رحمت والے کو مجرم اُمت یاد آئی ہے

۱: اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَؕ(۱) کوثر سے مراد ہے عالم کثرت یعنی خدا کے سوا، صحابہ کرام (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ) نے حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) سے جنت مانگی، معلوم ہوا کہ خلقت کے مالک ہیں۔

۲: قرآن فرماتا ہے کہ ''اگر یہ مجرم قصور کرکے آپ کی بارگاہ میں آویں اور آپ ان کی شفاعت کریں تو ہم گناہ معاف کریں گے''، بغیر حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے واسطے خدا تک رسائی محال۔

۳: دیوانِ سالک کے نسخوں میں یہ مصرعہ یوں ہے: ''بے ان کے حق سے جو ملا چاہے دیوانہ ہے سودائی ہے'' فن عروض کے اعتبار سے یہ غیر موزون ہے جس کی وجہ یقیناً کتابت کی غلطی ہے صحیح مصرعہ یوں ہوسکتا ہے: ''بے ان کے جو حق سے ملا چاہے دیوانہ ہے سودائی ہے'' لہٰذا ہم نے اسی طرح لکھا ہے۔ المدینۃ العلمیۃ

اَچھوں کا زمانہ ساتھی ہے میں بد ہوں مجھ کو نباہو تم
کہلا کے تمہارا جاؤں کہاں بے بس کی کہاں شنوائی ہے

آ جاؤ بدن میں جاں ہوکر اور دل میں رہو اِیماں بن کر
ہے جسم ترا یہ جان تری اور دِل تو خاص کمائی ہے

آنکھوں میں ہیں لیکن مثلِ نظر یوں دل میں ہیں جیسے جسم میں جاں
ہیں مجھ میں ولیکن مجھ سے نہاں اس شان کی جلوہ نمائی ہے

اللّٰہ کی مرضی سب چاہیں اللّٰہ رضا[1] اُن کی چاہے
ہے جنبشِ لب قانونِ خدا قرآن و خبر کی گواہی ہے

مالک ہیں خزانۂ قدرت کے جو جس کو چاہیں دے ڈالیں
دی[2] خلد جنابِ رَبیعہ کو بگڑی لاکھوں کی بنائی ہے

---

[1]: ''وَلَسَوۡفَ یُعۡطِیۡکَ رَبُّکَ فَتَرۡضٰی ؕ﴿۵﴾ پروردِگار آپ کو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے'' تمام لوگ قانون کی پابندی کرتے ہیں اور قانون حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی۔ایک بار فرمایا کہ اگر ہم کہہ دیتے کہ ہر سال حج فرض ہے تو ایسا ہی ہو جاتا اس کی نفیس تحقیق ہماری کتاب سلطنتِ مصطفٰے اور شانِ حبیب الرحمٰن میں دیکھو!

[2]: حضرت ربیعہ ابن کعب (رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہ) سے فرمایا کچھ مانگ لو۔انہوں نے عرض کیا کہ میں آپ سے جنت میں آپ کی ہمراہی مانگتا ہوں فرمایا کچھ اور مانگو عرض کیا یہی کافی ہے۔شیخ (رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ) فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ تمام خزانۂ خداوندی

دنیا کو مبارک ہو دنیا اللّٰہ کرے وہ مجھ کو ملیں
ہر سر میں جن کا سودا ہے ہر دل جن کا شیدائی ہے

گو سجدۂ سر ہے ان کو منع لیکن دِل و جاں ہیں سجدہ کُناں
ہے حکمِ شریعت سر پہ رَواں دِل جاں نے معافی پائی ہے

وہ کعبۂ سر ہے یہ قِبلۂ [1] دِل وہ قبلۂ تن ہے یہ کعبۂ جاں
سر اس پہ جھکا دِل ان پہ فدا اور جاں ان کی شیدائی ہے

لکڑی نے کیا ان سے شکوہ اُونٹوں نے کیا ان کو سجدہ
ہیں قبلۂ حاجت عالم کے سالکؔ کیوں بات بڑھائی ہے

حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے قبضہ میں ہیں۔

[1]: حقیقت یہ ہے کہ کعبہ بھی اسی لیے قبلہ بنا کہ اسے حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے کعبہ بنا دیا۔ قرآن کریم فرماتا ہے: ”فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا اچھا ہم اسی طرف آپ کا منہ کیے دیتے ہیں جس کو آپ چاہیں“ پہلے بیت المقدس قبلہ تھا، حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی خواہش پر کعبہ کو قبلہ بنایا گیا۔ اس وقت بیت المقدس کعبۂ جسم تھا اور کعبہ قبلہ دل اسی طرح آج کعبہ قبلہ جسم اور حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) قبلۂ دل خود کعبہ نے حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو سجدہ کیا۔ دیکھو مدارج۔

شمع اِک تو ہے کہ پروانہ ہے کعبہ تیرا — اور پروانہ ہیں ہوئے جو کعبہ پر نثار

(حدائق بخشش میں پہلا مصرع یوں ہے: اور پروانے ہیں جو ہوتے ہیں کعبہ پہ نثار۔ المدینۃ العلمیۃ)

بشر وہ ہے جس کو تری جستجو ہے

بشر وہ ہے جس کو تری جستجو ہے
وہی لب ہے جس پر تری گفتگو ہے

تری یاد آبادیٔ خانۂ دل
دِلوں کی تمنا تری آرزو ہے

اُسے ایک اللہ نے ایک بنایا
وہ ہر وصف میں لَاشَرِیْکَ لَہٗ ہے

میں وہ سگ نہیں ہوں بہت دَر ہوں جس کے
میں وہ سگ ہوں جس کا فقط ایک تو ہے

نماز و اَذاں کلمہ و ذِکر و خطبہ
یہ سب پھول ہیں ان کا تو رَنگ و بو ہے

تمہاری [۱] سلامی نمازوں میں داخل
تصور ترا شرط مثلِ وضو ہے

۱: اگر نماز میں کسی کو بھول کر بھی سلام کیا جاوے تو نماز جاتی رہے گی۔ مگر عین نماز

تمہاری [1] اِطاعت خدا کی عبادت
ترا تذکرہ ذِکرِ حق ہوبہو ہے
دَمِ نزع سالکؔ کا سر ہو ترا دَر
یہی دِل کی حسرت یہی آرزو ہے

میں حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کوسلام کرنا واجب ہے۔ **اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِی** حضرت صدیق (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ) نے عین نماز کی حالت میں حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا ادب کیا کہ نماز پڑھا رہے تھے، حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) تشریف لے آئے فوراً مقتدی ہوکر پیچھے ہٹ آئے اور حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اس وقت سے امام ہوئے۔

۱: ''مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ'' اگر کسی کو حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پکاریں اور وہ نماز میں مشغول ہو تو ضروری ہے کہ نماز قطع کر کے حاضر ہو، دیکھو تفسیر یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ اور مشکوۃ باب فضائل القرآن، بعض کے نزدیک نماز ہی میں رہے گا کہ تمام خدمت کر کے آوے پھر جہاں سے نماز چھوڑی تھی وہاں سے ہی پڑھے کہ اگرچہ سینہ کعبہ سے پھر گیا مگر کعبہ کے کعبہ کی طرف پھرا۔ اس کی نفیس تحقیق ہماری کتاب شانِ حبیب الرحمٰن اور جاء الحق میں دیکھو۔

جنهیں خلق کهتی هے مصطفےٰ

جنہیں خلق کہتی ہے مصطفےٰ میرا دِل اُنہیں پہ نثار ہے

مرے قلب میں ہیں وہ جلوہ گر کہ مدینہ جن کا دِیار ہے

ہے جہاں میں جنکی چمک دَمک ہے چمن میں جنکی چہل پہل

وہ ہی اِک مدینہ کے چاند ہیں سب انہیں کے دَم کی بہار ہے

وہ جھلک دِکھا کے چلے گئے میرے دل کا چین بھی لے گئے

میری رُوح ساتھ نہ کیوں گئی مجھے اب تو زندگی بار ہے

وہی موت ہے وہی زندگی جو خدا نصیب کرے مجھے

کہ مرے تو ان ہی کے نام پر جو جئے تو ان پہ نثار ہے

وہ [1] ہے آنکھ جس کے یہ نور ہیں وہ ہے دل یہ جس کے سرور ہیں

وہ ہی تن ہے جس کی یہ روح ہیں وہ ہے جاں جو اُن پہ نثار ہے

---

[1]: دیوانِ سالک کے نسخوں میں یہ مصرعہ یوں ہے: "وہ ہے آنکھ جس کے یہ نور ہیں وہ ہے دل جس کے یہ سرور ہیں" فن عروض کے اعتبار سے یہ غیر موزون ہے جس کی وجہ

جوکرم سے اپنے شہِ اُمم رکھیں مجھ غریب کے گھر قدم
مرے[۱] شاہ کی نہ ہوشان کم کہ گدا پر ان کا تو پیار ہے

وَلے اس غریب کا خُم کدہ بنے رشکِ خلد بریں شہا
کرے ناز اپنے نصیب پر بنے شاہ وہ جو گنوار ہے

دَمِ نزع سالکؔ بے نوا کو دِکھانا شکلِ خدا نما
کہ قدم پہ آپ کے نکلے دَم بس اسی پہ دَارو مدار ہے

یقیناً کتابت کی غلطی ہے صحیح مصرعہ یوں ہوسکتا ہے: "وہ ہے آنکھ جس کے یہ نور ہیں وہ ہے دل یہ جس کے سرور ہیں " لہٰذا ہم نے اسی طرح لکھا ہے۔المدینة العلمیة

۱: دیوانِ سالک کے نسخوں میں یہ مصرعہ یوں ہے:"مرے شاہ کی نہ ہوشان کم کہ گدا پر ان کا پیار ہے" فن عروض کے اعتبار سے یہ غیر موزون ہے جس کی وجہ یقیناً کتابت کی غلطی ہے صحیح مصرعہ یوں ہوسکتا ہے:" مرے شاہ کی نہ ہوشان کم کہ گدا پر ان کا تو پیار ہے " لہٰذا ہم نے اسی طرح لکھا ہے۔المدینة العلمیة

جوت سے ان کی جگ اُوجیالا

جوت سے ان کی جگ اُوجیالا
وہ سورج اور سارے تارے

اِنَّا اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَر
تم رب کے ہم سب ہیں تمہارے

یُعۡطِیۡ رَبُّکَ حَتّٰی تَرۡضٰی
مرضیِ رب ہیں تمہارے اِشارے

کلمہ[1] و خطبہ ، نماز و اَذاں میں
بولتے ہیں سب بول تمہارے

اہلِ زمیں کے نصیبے چمکے
جب وہ فرش سے عرش سدہارے

ہم نے ناؤ بھنور میں ڈالی
تم اس ناؤ کے کھیون ہارے

---

[1] : کلمہ طیبہ جو اصل عبادت ہے اس میں حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) داخل تو نماز میں انکا ذکر کیوں داخل نہ ہو بلکہ ذکر اللّٰہ وہ ہی ہے جو ذکر رسول کے ساتھ ہو۔ اسی لیے مخالفین اسلام کو ذاکر الٰہی نہیں کہہ سکتے اگر چہ عمر بھر یادِ خدا کرنے کے مدعی ہوں۔

ہم نے ہمیشہ کام بگاڑے
تم نے بگڑے کام سنوارے

آقا حشر میں عزت رکھنا
عیب نہ یہ کھل جائیں ہمارے

ہم کو نہ دیکھو آپ کو دیکھو
گو بد ہیں کس کے ہیں تمہارے

دَر[1] کے کمین ہیں غیر نہیں ہیں
پھرتے پھریں کیوں مارے مارے

تھوڑی زمیں جو مدینہ میں دے دو
آن پڑیں قدموں میں تمہارے

نزع میں قبر میں اس سالکؔ کو
چاند سی شکل دکھانا پیارے

---

[1]: شاہی محل میں نوکروں چاکروں خدمتگاروں کے لیے بھی گھر بنا دیئے جاتے ہیں کہ وہاں رہیں اور خدمت کریں عرض کیا ہے کہ ہم غیر نہیں ہیں آپ کے در کے کمین ہیں شاہی محل یعنی مدینہ منورہ میں تھوڑی زمین دے دو کہ پاس ہی آن بسیں۔

اے صبا تیرا گزر ہو جو مدینہ میں کبھی

اے صبا تیرا گُزر ہو جو مدینہ میں کبھی
جانا اس گُنبد خضرا میں کہ ہیں جس میں نبی
ہاتھ سے اپنے پکڑ کر وہ سنہری جالی
عرض کرنا میری جانب سے بصد شوقِ دِلی
ہے تمنا یہ خدا سے کہ رسولِ عربی
اپنی آنکھوں کو ملوں آپ کی چوکھٹ سے نبی

عمر ساری تو کٹی لہو و لعب میں آقا
زندگی کا کوئی لمحہ نہیں اچھا گزرا
سارے اَعمال سیہ جرم سے دفتر ہے بھرا
آرزو ہے کہ گناہوں کا ہو یوں کفارا
ہے تمنا یہ خدا سے کہ رسولِ عربی
اپنی آنکھوں کو ملوں آپ کی چوکھٹ سے نبی

عرض کرنا کہ کہاں مجھ سا کمینہ گندہ
اور وہ شہر کہاں جس میں ہوں محبوبِ خدا
ہاں سنا ہے کہ نبھاتے ہیں بُروں کو مولا
اس لیے آپ کے دروازے پہ دیتا ہے صدا
ہے تمنا یہ خدا سے کہ رسولِ عربی
اپنی آنکھوں کو ملوں آپ کی چوکھٹ سے نبی

آرزو دِل کی ہے جب بند ہو حرکت دِل کی
آنکھ پتھرائے مجھے آئے اَخیری ہچکی
روح جانے لگے جب چھوڑ کے جسمِ خاکی
جسم طیبہ میں ہو اور جان چلے سوئے نبی
ہے تمنا یہ خدا سے کہ رسولِ عربی
اپنی آنکھوں کو ملوں آپ کی چوکھٹ سے نبی

یا نبی اس کے سوا اور میں کیا عرض کروں
آپ کا ہو کے جیوں آپ کا ہو کر ہی مروں
آپ کے دَر سے پَلا آپ کے دَر پر ہی مٹوں
جان تم سے ملی تم پر ہی نچھاور کردوں
ہے تمنا یہ خدا سے کہ رسولِ عربی
اپنی آنکھوں کو ملوں آپ کی چوکھٹ سے نبی

گر مُیَسر نہیں سالکؔ کو حضورِ بدنی
روح حاضر ہے مگر مثلِ اُویسِ قرنی
جسم ہندی ہے مرا جان ہے میری مدنی
یا خدا دور کسی طرح ہو بعد بدنی
ہے تمنا یہ خدا سے کہ رسولِ عربی
اپنی آنکھوں کو ملوں آپ کی چوکھٹ سے نبی

صورت مت بھولنا پیا ھماری

صورت مت بھولنا پیا [1] ہماری

تمری ہی اِک آس ہے ہم تمرے واری

پی [2] نگری کی پہلی منزل سکھیاں چھوڑیں ساتھ

اس گھونگھٹ کی لاج ہے اب تو پیا تمہارے ہاتھ

---

[1] : فن عروض کے اعتبار سے یہ مصرع غیر موزون ہے اور تمام دستیاب نسخوں میں اسی طرح ہے۔ وَاللّٰہُ اَعْلَم۔ المدینۃ العلمیۃ ۔

[2] : آخرت کی پہلی منزل قبر ہے وہاں ہی سب نے ساتھ چھوڑ دیا تو آگے کیا کام آویں گے اے آقا ان عیبوں کو تم ہی چھپانا۔ (دیوانِ سالک کے نسخوں میں اس بیت کے دونوں مصرعے یوں ہیں:

پی نگری کی پہلی منزل سیکھیں چھوڑ ساتھ

اس گھونگھٹ کی لاج ہے اب پیا تمہارے ہاتھ

فن عروض کے اعتبار سے یہ دونوں غیر موزون ہیں جس کی وجہ یقیناً کتابت کی غلطی ہے، لہٰذا ہم سے جو تصحیح ہو سکی اسی کے مطابق ان دونوں مصرعوں کو اوپر کلام میں لکھا گیا ہے۔ المدینۃ العلمیۃ)

رَسّی چھوٹی ہاتھ سے مورے اور نیا منجدھار

تم جو بَیّاں چھوڑ دو پیارے کون لگاوے پار

جگ[1] نے چھوڑا رات ِ بتانے گھر سے دیونکاس

تم راجہ کے چرن پڑوں میں اب تمری ہے آس

گھر گھر جھانکا دَر دَر مانگا سب گئے آنکھ بچائے

اِک تم سنگ نہ چھوڑیو کہ کوئی ہمارو نائے

میں ہتیاری چلی پیا گھر جانوں کام نہ کاج

اے سیاں بیاں پکڑے کی تم ہی رکھیو لاج

---

[1]: روزِ قیامت ماں باپ قرابت دار کام تو کیا آتے پہچان بھی نہ سکیں گے انبیاء بھی ''نَفْسِیْ'' فرمائیں گے، سوائے حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے کوئی مددگار نہ ہوگا۔ آج تو سب کو معلوم ہے کہ حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) ہی شفیع المذنبین ہیں مگر قیامت میں سارے ہی بھول جائیں گے کہ شفیع المذنبین کون ہے حتی کہ سوائے حضرت عیسٰی عَلَیْہِ السَّلَام کے کوئی پیغمبر بھی آپ کا پتہ نہ دے گا، تاکہ دنیا ہر جگہ بھیک مانگ کر دیکھ لے کہ آج سوائے حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے کوئی شفیع نہیں

کھیل کود میں عمر گنوائی سو کاٹے دن رین
جب پی گھر سے آئی پلکیا ٹپ ٹپ ٹپکت نین

سیس پہ گٹھڑی ڈگر کٹیلی گھائل مورے پاؤں
پیارے تم ہی سنبھالیو جب ڈگمگ میں ہوجاؤں

تم کچھ کرپا کرو تو سالک بُرا بھلا بن جائے
کھوٹا کھرا نہ دیکھے پارس[1] کندن سبھی بنائے

تیل[2] جو نبڑے بتی پجرے دیا میرا بڑھ جائے
سانچے سورج جوت تمہاری سالکؔ پہ پڑ جائے

ورنہ شاید کوئی کہتا کہ اس شفاعت میں حضور (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم) کی کیا خصوصیت ہے یہ تو اور جگہ بھی ہوجاتی۔

۱: پارس جس لوہے سے چھو جاتا ہے اس کو سونا بناتا ہے لوہا چاہے خراب گندہ ہو لہٰذا عرض ہے ہم تو خراب لوہے ہیں اور آپ پارس۔

۲: یعنی جب میری زندگی کا چراغ گل ہونے لگے تو اے مدینہ کے آفتاب اپنی روشنی دینا۔

تضمین برنظم منسوب بہ زین العابدین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ

ایسا کوئی محرم نہیں پہنچائے جو پیغامِ غم
تو ہی کرم کردے تجھے شاہِ مدینہ کی قسم

ہو جب کبھی تیرا گزر بادِ صبا سوئے حرم
پہنچا مری تسلیم اس جا ہیں جہاں خیر الامم

اِنْ نِلْتِ یَا رِیْحَ الصَّبَا یَوْمًا اِلٰی اَرْضِ الْحَرَم
بَلِّغْ سَلَامِیْ رَوْضَةً فِیْهَا النَّبِیُّ الْمُحْتَشَم

میں دُوں تجھے ان کا پتہ گر نہ تو پہچانے صبا
حق نے انہی کے واسطے پیدا کیے اَرض و سما

رخسار سورج کی طرح ہے چہرہ ان کا چاند سا
ہے ذات عالم کی پَنہ اور ہاتھ دریا جود کا

مَنْ وَّجْهُهٗ شَمْسُ الضُّحٰی مَنْ خَدُّهٗ بَدْرُالدُّجٰی
مَنْ ذَاتُهٗ نُوْرُ الْهُدٰی مَنْ كَفُّهٗ بَحْرُ الْهِمَمْ

حق نے انہیں رحمت کہا اور شافعِ عصیاں کیا
رتبہ میں وہ سب سے سوا ہیں ختم ان سے انبیا

وہ مَہبِطِ قرآن ہیں ناسخ ہے جو اَدیان کا
پہنچا جو یہ حکم خدا سارے صحیفے تھے فنا

قُرْاٰنُہٗ بُرْھَانُنَا نَسْخًا لِّاَدْیَانٍ مَّضَتْ
اِذْ جَاءَ نَا اَحْکَامُہٗ لِکُلِّ الصُّحُفِ صَارَ الْعَدَم

یوں تو خلیلِ کبریا اور اَنبیاءِ باصفا
مخلوق کے ہیں پیشوا سب کو بڑا رُتبہ ملا

لیکن ہیں ان سب سے سوا دُرِّ یتیمِ آمنہ
وہ ہی جنہیں کہتے ہیں سب مشکل کشا حاجت رَوا

یَا مُصْطَفٰی یَا مُجْتَبٰی اِرْحَمْ عَلٰی عِصْیَانِنَا
مَجْبُوْرَۃٌ اَعْمَالُنَا طَمَعًا وَّ ذَنْبًا وَّ الظُّلَمِ

اے ماہِ خوبانِ جہاں اے اِفتخارِ مرسلیں
گو جلوہ گر آخر ہوئے لیکن ہو فخر الاولیں

فرقت کے یہ رَنج وعنا اب ہوگئے حد سے سوا
اس ہجر کی تلوار نے قلب و جگر زخمی کیا

وہ لوگ خوش تقدیر ہیں اور بخت ہے ان کا رَسا
رہتے ہیں جو اس شہر میں جس میں کہ تم ہو خسروا

سب اَولین و آخریں تارے ہیں تم مہر مبیں
یہ جگمگائے رات بھر چمکے جو تم کوئی نہیں

اَکْبَادُنَا مَجْرُوحَۃٌ مِّنْ سَیْفِ ھِجْرِ الْمُصْطَفٰی
طُوْبٰی لِاَھْلِ بَلْدَۃٍ فِیْھَا النَّبِیُّ الْمُحْتَشَم

اے دو جہاں پر رحم حق تم ہو شفیع المجرمیں
ہے آپ ہی کا آسرا جب بولیں نفسی مرسلیں

اس بیکسی کے وقت میں جب کوئی بھی اپنا نہیں
ہم بیکسوں پر ہو نظر اے رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِیْن

یَا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ اَنْتَ شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْں
اَکْرِمْ لَنَا یَوْمَ الْحَزِیْنِ فَضْلًا وَّ جُوْدًا وَّ الْکَرَم

اس سالکِ بدکار کا گو حشر میں کوئی نہیں
لیکن اُسے کیا خوف ہو جب آپ ہیں اس کے مُعیں

مجرم ہوں میں غفار رب اور تم شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْں
پھر کیوں کہوں بیکس ہوں یَا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْں

یَا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْں اَدْرِکْ لِزَیْنِ الْعَابِدِیْں
مَحْبُوْسُ اَیدِی الظَّالِمِیْنَ فِیْ مَرْکَبٍ وَّالْمُزْدَحِم

معروضہ بارگاہِ امیرالمومنین امام المتّقین صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ عَنۂُ

بہتری جس پہ کرے فخر وہ بہتر صدیق
سروَری جس پہ کرے ناز وہ سروَر صدیق

چمنستانِ نبوت کی بہارِ اَوّل
گلشنِ دیں کے بنے پہلے گلِ تر صدیق

بے گُماں شمعِ نبوت کے ہیں آئینہ چار
یعنی عثمان و عمر حیدر و اَکبر صدیق

سارے[1] اَصحابِ نبی تارے ہیں اُمت کے لیے
اِن ستاروں میں بنے مہرِ منور صدیق

---

[1]: احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل بیت عظام (رَحِمَهُمُ اللّٰهُ) تو امت کی کشتی ہیں اور صحابہ کرام (عَلَيْهِمُ الرِّضْوَان) ستارے اور مسافرِ دریا کو کشتی کی بھی ضرورت ہے اور ستاروں کی بھی لہٰذا اہلسنّت ...... میں ہیں کہ ان کو کشتی اور ستارے دونوں حاصل ہیں۔ (دیوانِ سالک کے نسخوں میں اسی طرح خالی جگہ ہے۔ المدینۃ العلمیۃ)

ثَانِیَ اثْنَیْن[1] ہیں بوبکر خدا میرا گواہ
حق مقدم کرے پھر کیوں ہوں مؤخر صدیق

زِیست میں موت میں اور قبر میں ثانی ہی رہے
ثَانِیَ اثْنَیْن کے اس طرح ہیں مظہرِ صدیق

وَ الَّذِیْنَ مَعَہٗ کے ہیں یہ فردِ کامل
حشر تک پائے نبی پر ہیں دھرے سر صدیق

ان کے مَدّاح نبی ان کا ثناگو اللہ
حق[2] ابوالفضل کہے اور پیمبر صدیق

---

[1]: روافض جلتے ہیں کہ صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ عَنہ کو خلافت پہلے کیوں ملی؟ مگر خدا سے لڑتے ہیں وہ انہیں اپنے حبیب (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا ثانی فرما چکا اب انہیں تیسرا کون کرتا۔

[2]: دیوانِ سالک کے نسخوں میں یہ مصرع یوں ہے: " حق ابوالفضل کہے اور پیغمبر صدیق"، فن عروض کے اعتبار سے یہ غیر موزون ہے جس کی وجہ یقیناً کتابت کی غلطی ہے صحیح مصرع یوں ہوسکتا ہے: " حق ابوالفضل کہے اور پیمبر صدیق" لہٰذا ہم نے اسی طرح لکھا ہے۔ المدینۃ العلمیۃ

بال[۱] بچوں کے لیے گھر میں خدا کو چھوڑیں
مصطفےٰ پر کریں گھر بار نچھاور صدیق

ایک گھر بار تو کیا غار میں جاں بھی دیدیں
سانپ ڈستا رہے لیکن نہ ہوں مضطر صدیق

کہیں[۲] گرتوں کو سنبھالیں کہیں رُوٹھوں کو منائیں
کھودیں اِلحاد کی جڑ بعدِ پیمبر صدیق

---

۱ : ایک بار تمام گھر کا سارا مال راہِ خدا میں خیرات کردیا، اور ایک بار ہجرت میں جان بھی حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم پر قربان کردی۔

۲ : بعد وفاتِ مصطفیٰ عَلَیۡہِ السَّلَام حضرت عمر فاروق ودیگر صحابہ کرام (رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُم) کو غشی سے بیدار کیا، حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہ کو منایا، مانعین زکوۃ مرتدین کو تہِ تیغ کیا۔ (دیوانِ سالک کے نسخوں میں یہ مصرع یوں ہے: " کھودیں اِلحاد کی جڑ بعدِ پیغمبر صدیق" فن عروض کے اعتبار سے یہ غیر موزون ہے جس کی وجہ یقیناً کتابت کی غلطی ہے صحیح مصرع یوں ہوسکتا ہے: " کھودیں اِلحاد کی جڑ بعدِ پیمبر صدیق" لہٰذا ہم نے اسی طرح لکھا ہے۔المدینة العلمیة)

علم[1] میں زہد میں بے شُبہہ تو سب سے بڑھ کر
کہ اِمامت سے تری کھل گئے جوہر صدیق

اس اِمامت سے کُھلا تم ہو اِمامِ اَکبر
تھی یہ ہی رَمزِ نبی کہتے ہیں[2] حیدر صدیق

تو ہے[3] آزاد سقر سے ترے بندے آزاد
ہے یہ سالکؔ بھی ترا بندۂ بے زَر صدیق

---

[1]: حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے مرض وفات میں فرمایا کہ جس مجمع میں ابوبکر (رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہ) ہوں اس میں کسی کو امامت کا حق نہیں اور افضل ہی کو امام بنایا جاتا ہے، معلوم ہوا کہ آپ سب سے افضل ہیں۔

[2]: حضرت علی کَرَمَ اللّٰہُ وَجۡہَہٗ فرماتے ہیں کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے ہمارے دین کے لیے صدیق (رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہ) کو چنا، ہم نے انہیں اپنی دنیا کے لیے چن لیا۔

[3]: آپ کا نام عتیق ہے یعنی آزاد۔

معروضہ بارگاہِ امیرالمومنین عمر ابن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ

بہارِ باغِ اِیماں حضرتِ فاروقِ اعظم ہیں
چراغِ بزمِ عرفاں حضرتِ فاروقِ اعظم ہیں

نمایاں[۱] آپ کی ہر اک اَدا سے شانِ فاروقی
خدا کی تیغِ بُرَّاں حضرتِ فاروقِ اعظم ہیں

اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّار کے مصداقِ اَعلیٰ ہیں
مُذِلِّ کُفر و طُغیاں حضرتِ فاروقِ اعظم ہیں

رسول[۲] اللّٰہ نے فاروق کو اللّٰہ سے مانگا
عطاءِ ربِّ سبحاں حضرتِ فاروقِ اعظم ہیں

---

[۱]: فاروق بمعنی الگ الگ کرنے والا جیسے فرقان، حضرت عمر (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ) نے کافرو مومن کو الگ الگ کر دکھایا۔ (دیوانِ سالک کے نسخوں میں یہ مصرع یوں ہے: "نمایاں آپ کی ہر ادا سے شانِ فاروقی" فنِ عروض کے اعتبار سے یہ غیر موزون ہے جس کی وجہ یقیناً کتابت کی غلطی ہے صحیح مصرع یوں ہوسکتا ہے: "نمایاں آپ کی ہر اک ادا سے شانِ فاروقی" لہٰذا ہم نے اسی طرح لکھا ہے۔ المدینۃ العلمیۃ)

[۲]: تمام تو اسلام کو چاہتے ہیں اور اسلام نے فاروق کو چاہا حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

چُنا اس پاک نے دیں کیلئے اس پاک ستھرے کو
حبیبِ دین داراں حضرتِ فاروقِ اعظم ہیں

حبیبِ[ا] حق ہیں طیب انکے سب ساتھی بھی طاہر ہیں
چُنیدہ بہرِ پاکاں حضرتِ فاروقِ اعظم ہیں

نہ کیوں وہ ذات چمکے جس نے دینِ پاک چمکایا
جہاں کے مہرِ تاباں حضرتِ فاروق اعظم ہیں

نے دعا فرمائی تھی کہ خدایا اگر تو اسلام کو عزت دینا چاہتا ہے تو یا تو عمر کو ہدایتِ ایمان دے یا ابو جہل کو۔ حضرتِ فاروق (رَضِیَ اللّٰہُ عَنہ) کے حق میں دعا قبول ہوئی، لہٰذا آپ بلائے ہوئے اسلام میں آئے ہیں۔

[ا]: حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)، **اللہ** کے محبوب ہیں، اُن کی صحبت کے لیے بھی پاک لوگ چنے گئے، پھول کی صحبت میں مٹی بھی مہک جاتی ہے، کیسے ممکن ہے کہ ان کے صحبت یافتہ بے فیض رہیں، آفتاب آسمان پر رہ کر ناپاک زمین کو پاک کرتا ہے تو مدینہ کے آفتاب کا کیا کہنا۔ (دیوانِ سالک کے نسخوں میں یہ مصرع یوں ہے: "حبیب حق ہیں طیب ان کے ساتھی بھی طاہر ہیں"، فن عروض کے اعتبار سے یہ غیر موزون ہے جس کی وجہ یقیناً کتابت کی غلطی ہے صحیح مصرع یوں ہوسکتا ہے: "حبیب حق ہیں طیب ان کے سب ساتھی بھی طاہر ہیں" لہٰذا ہم نے اسی طرح لکھا ہے۔ المدینۃ العلمیۃ)

عمر عامر ہیں دیں کے حق تعالیٰ ان کا ناصر ہے
دِلِ مومن کے تاباں حضرتِ فاروق اعظم ہیں

رہے گا نام ان کا تا اَبد کونین میں روشن
سپہرِ دیں پہ رخشاں حضرتِ فاروق اعظم ہیں

عمر[1] کافی نبی کو حَسْبُکَ اللّٰہ سے یہ ثابت ہے
ہے شاہد جن پہ قرآں حضرتِ فاروق اعظم ہیں

وہ عالم دَبدبہ کا کانپتے ہیں قیصر و کسریٰ
ہے جن سے دین کی شاں حضرتِ فاروق اعظم ہیں

خزانے رُوم و فارس کے لٹاتے ہیں مدینہ میں
فیوضِ حق کے باراں حضرتِ فاروق اعظم ہیں

---

[1]: حضرت عمر (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ) کے ایمان لانے پر ملائکہ نے مبارکبادیاں پیش کیں اور آیت نازل ہوئی: يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ اے نبی! آپ کو اللّٰہ اور یہ مومن کافی ہیں معلوم ہوا کہ غیر خدا کی حمایت لینا جائز ہے۔

مگر اس[1] حال میں دھو دھو کر اِک کرتا پہنتے ہیں
ہے تقویٰ جن پہ نازاں حضرتِ فاروق اعظم ہیں

مسلماں رات بھر سوئیں عمر فاروق پہرا دیں
رعایا کے نگہباں حضرتِ فاروق اعظم ہیں

پکارا ساریہ[2] کو اِک مہینہ کی مسافت سے
جسے ہر جا ہو یکساں حضرتِ فاروق اعظم ہیں

ہیں دامادِ علی و نازنینِ حضرتِ زہرہ
ہے سالکؔ جن پہ نازاں حضرتِ فاروق اعظم ہیں

---

[1]: جس زمانہ میں مدینہ پاک میں سونے چاندی کے خزانے آرہے تھے ایک جمعہ کو حضرت عمر فاروق (رَضِیَ اللّٰہُ عَنہ) نماز میں دیر سے پہنچے اور فرمایا کہ میرے پاس ایک کرتا ہے اس کو دھونے میں دیر ہوئی۔

[2]: نہاوند میں جنگ ہو رہی تھی، حضرت ساریہ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنہ) سالارِ لشکر بے خبر تھے پیچھے سے کفار نے حملہ کرنا چاہا، یہاں مدینہ سے پکارا اے ساریہ پہاڑ کو دیکھو اور آواز پہنچ گئی، جس سے حضرت ساریہ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنہ) اور تمام لشکر اسلام بچ گئے۔

معروضہ بارگاہِ حضرتِ ذُوالنورین امام المسلمین عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

خلق پہ لطفِ خدا حضرتِ عثمان ہیں
جملہ مرض کی دَوا درد کے درمان ہیں

دستِ[۱] شہِ دوسرا جو کہ یَدُ اللّٰہ تھا
ہاتھ بنا آپ کا آپ وہ ذِی شان ہیں

نورِ دِل و عین ہیں صاحبِ نورَین[۲] ہیں
سب کے دل کے چین ہیں مومنوں کی جان ہیں

۱: حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ہاتھ کو فرمایا گیا یَدُ اللّٰہ اور صلح حدیبیہ کے موقعہ پر جب حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے لوگوں سے بیعت رضوان لی۔ حضرت عثمان (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ) بھیجے ہوئے مکہ مکرمہ گئے تھے تو حضرت نے اپنے بائیں ہاتھ کو فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور داہنا ہاتھ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کا ہے، اور ان کی طرف سے خود بیعت لی۔

ع۔ خود کوزہ و خود کوزہ گر خود گلِ کوزہ

۲: حضرت عثمان (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ) آگے پیچھے حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی

گلشنِ دِین کی بہار مومنوں کے تاجدار

عزتِ ہر ذِی وَقار زینتِ ایمان ہیں

آپ ممدوحِ جہاں خلقِ خدا مَدح خواں

کیا ہے اَگر بدگماں چند بے ایمان ہیں

حق نے وہ رتبہ دیا تم غنی ہم سب گدا

کیا کہوں میں تم ہو کیا عقل ودل حیران ہیں

جو [2] ہیں اِمامِ اَنام جس کے ہیں ہم سب غلام

مرجعِ ہر خاص و عام حضرتِ عثمان ہیں

دوصاحبزادیوں رقیہ وام کلثوم (رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمَا) کے شوہر ہیں اسی لیے آپ کو ذوالنورین یعنی دونور والا کہتے ہیں (رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ)۔ حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے کل تین داماد ہیں: حضرت علی، ابوالعاص، عثمان رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُم حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا: اگر میرے اور بھی لڑکیاں ہوتیں تو میں اے عثمان! آگے پیچھے تمہارے ہی نکاح میں دیتا۔

[2] : دیوانِ سالک کے نسخوں میں یہ مصرع یوں ہے: " جو ہیں اِمامِ اَنام جس کے ہم

باب[۱] سخا کھل گیا دیکھا جو یہ ماجرا
غازیانِ مصطفٰے بے سروسامان ہیں

تم غنی سالکؔ گدا اِک نظر بہرِ خدا
آپ جہاں کے لیے رحمتِ رحمٰن ہیں

سب ہیں غلام"فن عروض کے اعتبار سے یہ غیر موزون ہے جس کی وجہ یقیناً کتابت کی غلطی ہے صحیح مصرع یوں ہوسکتا ہے:" جو ہیں اِمامِ اَنام جس کے ہیں ہم سب غلام" لہٰذا ہم نے اسی طرح لکھا ہے۔المدینة العلمیة

۱ : ایک غزوہ کے موقعہ پر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے صحابۂ کرام کو چندہ دینے کا حکم دیا، تین بار میں حضرت عثمان (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ) نے تین سو اونٹ اور تین سو دینار حاضر کیے، حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے منبر سے اُتر کر فرمایا کہ عثمان کو اب کوئی عمل مضر نہ ہوگا۔یعنی آئندہ گناہ ان سے ہوگا ہی نہیں۔

بارگاہِ امیر المؤمنین امام الاشجعین علی ابن ابی طالب رَضِیَ اللّٰہُ عَنہ

بیاں کس منہ سے ہو اس مجمع[1] البحرین کا رتبہ
جو مرکز ہے شریعت کا طریقت کا ہے سر چشمہ

بنا اس واسطے اللّٰہ کا گھر جائے پیدائش
کہ وہ اسلام کا کعبہ ہے یہ ایمان کا کعبہ

وہ ہے خاموش قرآں اور یہ قرآنِ ناطق ہیں
نہیں[2] جس دِل میں یہ اس میں نہیں قرآن کا رستہ

دُلہن[3] زہرہ عمر داماد اور حسنین سے بیٹے
تری ہستی ہے اَعلیٰ اور بالاتر ترا کنبہ

---

[1]: شریعت کے بھی آپ امام ہیں اور طریقت تو آپ ہی سے پھیلی۔ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنہ)

[2]: اہل بیت عظام (رَضِیَ اللّٰہُ عَنھُم) اور قرآن لازم وملزوم ہیں جہاں قرآن نہیں یہ نہیں اور جہاں یہ نہیں قرآن نہیں۔ رافضی قرآن واہل بیت دونوں سے محروم۔

[3]: خاتون جنت حضرت فاطمہ زہرا (رَضِیَ اللّٰہُ عَنھَا) کو مولیٰ علی (رَضِیَ اللّٰہُ عَنہ) نے اپنے ہاتھ سے غسل دیا۔ اعتراض کیا گیا کہ شوہر اپنی میت بیوی کو غسل نہیں دے سکتا،

نبی کی نیند پر اس نے نمازِ عصر قرباں کی

جو حاضر کر چکا تھا اس سے پہلے جان کا[۱] ہدیہ

نہ کیونکر لوٹتا اس کے لیے ڈوبا ہوا سورج

کہ جب اس چاند کے پہلو میں اِک سورج کا تھا جلوہ

تعالَی اللہ تری شوکت تری صولت کا کیا کہنا

کہ خطبہ پڑھ رہا ہے آج تک خیبر کا ہر ذرہ

فرمایا: میں دے سکتا ہوں، میرا نکاح موت سے نہیں ٹوٹا۔ حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا تھا کہ اے علی (رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہ)! فاطمہ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھَا) دنیا و آخرت میں تمہاری بیوی ہیں۔

۱: ہجرت کے موقعہ پر بسترِ رسول اللہ پر لیٹ گئے، جب کہ کفار قتل کے در پے تھے۔ خیبر میں نماز عصر جانے دی مگر حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے آرام میں خلل نہ آنے دیا۔ معلوم ہوا کہ نماز سے خدمت مصطفیٰ مقدم ہے۔ (یہاں کتابت کی غلطی کی وجہ سے عبارت یوں تھی "نماز سے خدمت مصطفیٰ ہے"، مقدم کا اضافہ کر کے ہم نے عبارت مکمل کرنے کی کوشش کی ہے۔ المدینۃ العلمیۃ)

مسلمانو رسول اللہ کی اُلفت اگر چاہو
کرو [1] اس کی غلامی جس کا ہر مومن ہوا بندہ

ہو چشتی قادری یا نقشبندی سہروردی ہو
مِلا سب کو ولایت کا انہی کے ہاتھ سے ٹکڑا

ہے [2] صدقہ میں پھر اس پاک وستھرے کو رَوا کیوں ہو
کہ دنیا کھارہی ہے جس کی آلِ پاک کا صدقہ

علی مشکلکشا ہیں سب کے سالکؔ کا سہارا ہیں
ہر اِک محتاج ان کا ہو جواں بوڑھا ہو یا بچہ

---

۱ : حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا: ''مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ جس کا میں مولیٰ اس کے علی مولا ہیں'' مولا بمعنی مالک بھی آتا ہے جس سے معلوم ہوا کہ ہم سب حضرت علی (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ) کے غلام ہیں۔

۲ : سادات ِکرام کو زکوۃ کھانا جائز نہیں کہ زکوۃ مال کا میل ہے اور وہ طیب وطاہر حضرات۔

معروضہ بارگاہ اُم المؤمنین محبوبہ محبوبِ رب العالمین عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہَا

اس مبارک ماں پہ صدقہ کیوں نہ ہوں سب اہلِ دیں
جو ہو اُمّ المومنیں بنتِ امیر المومنیں

جن[۱] کا پہلو ہو نبی کی آخری آرام گاہ
جن کے حجرے میں قیامت تک نبی ہوں جاگزیں

آستاں[۲] ان کا فرشتوں کی زیارت گاہ ہے
کیونکہ اس میں جلوہ فرما ہیں امام المرسلیں

آپ کے دولت کدہ میں دولتِ دارَین ہے
اس زمیں پر پھر نہ کیوں قربان ہو عرشِ بریں

۱: حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا وصال حضرت صدیقہ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہَا) کی گود میں ہوا اور آپ ہی کے حجرے میں دفن ہوئے۔

۲: خانہ کعبہ کا حج سال میں ایک بار فرشی کرتے ہیں اور صدیقہ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہَا) کے مکان کا حج ملائکہ ہر وقت کرتے ہیں۔ ۷۰ ہزار صبح سے شام تک اور ۷۰ ہزار شام سے صبح تک روضہ پاک گھیر کر سلام پڑھتے ہیں۔

کیا[1] مبارک نام ہے اور کیسا پیارا ہے لقب
عائشہ محبوبۂ محبوبِ رب العالمیں

آپ صدیقہ پدر صدیق اور شوہر نبی
میکہ و سسرال اَعلیٰ آپ خود ہیں بہتریں

کیوں نہ ہو رتبہ تمہارا اہل ایماں میں بڑا
سب تو ہیں مومن مگر ہیں آپ اُم المومنیں

دی[2] گواہی آپ کی عفت کی سورہ نور نے
مدح کرتا ہے تری عصمت کی قرآنِ مبیں

---

[1] : دیوانِ سالک کے نسخوں میں یہ مصرع یوں ہے: ”کیا مبارک نام ہے کیسا پیارا ہے لقب“، فن عروض کے اعتبار سے یہ غیر موزون ہے جس کی وجہ یقیناً کتابت کی غلطی ہے صحیح مصرع یوں ہوسکتا ہے: ”کیا مبارک نام ہے اور کیسا پیارا ہے لقب“ لہٰذا ہم نے اسی طرح لکھا ہے۔المدینۃ العلمیۃ

[2] : کچھ لوگوں نے صدیقہ (رَضِیَ اللہُ عَنْھَا) کو تہمت لگائی، قرآن میں اٹھارہ آیات میں ان کی پاک دامنی فرما کر سارے مسلمانوں کو گواہ بنا دیا کہ نمازی بھی نماز میں گواہی دے۔ سُبْحَانَ اللّٰہ عصمت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کی گواہی شیر خوار بچہ سے دلوائی اور عصمتِ صدیقہ کی گواہی رب نے خود دی۔

ان کے بستر میں وحی آئے رسول اللہ پر
اور سلامِ خادمانہ بھی کریں رُوحُ الامیں

آپ کا علم و فقہ ، تحقیقِ قرآن و حدیث
دیکھ کر حیران ہیں سارے صحابہ ، تابعیں

ناز برداری تمہاری کیوں نہ فرماوے خدا
نازنینِ حق نبی ہیں تم نبی کی نازنیں

آیۂ[1] تطہیر میں ہے ان کی پاکی کا بیاں
ہیں یہ بی بی طاہرہ شوہر امام الطاہریں

سالکِ خستہ تمہارا گو ہے نالائق مگر
ماں بُرے بیٹے کو اپنے سے جدا کرتی نہیں

---

[1] : حق یہ ہے کہ آیۂ تطہیر میں ازواج و اولاد یعنی اہل بیتِ ولادت اور اہل بیتِ سکونت سب داخل ہیں، حضرت حنّہ اور مریم وعیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کو رب نے آلِ عمران فرمایا، حالانکہ حنہ عمران کی بیوی ہیں اور مریم بیٹی اور عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نواسے اسی طرح: اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ میں ہے۔

معروضہ بارگاہِ جناب آمنہ بی بی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا

صدقہ تم پر ہوں دل و جاں آمنہ
تم نے بخشا ہم کو ایماں آمنہ

جو ملا جس کو ملا تم سے مِلا
دین و ایماں ، علم و عرفاں آمنہ

کل جہاں کی مائیں ہوں تم پر فدا
تم محمد کی بنیں ماں آمنہ

ابن مریم واقعی رب کے رسول
پر محمد کی بڑی شاں آمنہ

جس[۱] شکم میں مصطفٰے ہوں جاگزیں
عرشِ اعظم سے ہے ذیشاں آمنہ

---

۱ : جس سیپ میں موتی رہے وہ سیپ بھی قیمتی ہے، جس غلاف میں قران مجید رہے

تم سے ایمان و امانت اور اَمن
تم سے فیضاں تم سے عرفاں آمنہ

آمنہ[1] کے تین معنیٰ بالیقیں
باامانت اَمن و ایماں آمنہ

تم[2] سے اللہ و محمد ہیں عیاں
نور،[3] ہدیٰ ہے تم میں پنہاں آمنہ

وہ غلاف محترم ہے تو جس شکم اور جس گود میں جناب مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم رہیں وہ شکم اور وہ گود کیسی ہے، پھل کو دیکھ کر درخت کا پتہ لگاؤ جناب مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دیکھ کر جناب آمنہ کی شان پہچانو۔

[1]: آمنہ یا تو ایمان سے بنا ہے یا امن سے یا امانت سے، یعنی ایمان والی بی بی یا امان والی بی بی یا امانت والی بی بی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا۔

[2]: آمنہ میں چار حرف ہیں: الف، میم، نون اور ہ، ''الف'' سے **اللہ** کی طرف اشارہ ہے'' میم'' سے محمد کی جانب ''ن'' سے نور کی طرف اور'' ہ '' سے ہدایت کی جانب۔

[3]: دیوانِ سالک کے نسخوں میں یہ مصرع یوں ہے:'' نور وہدیٰ تم میں پنہاں آمنہ '' فن عروض کے اعتبار سے یہ غیر موزون ہے جس کی وجہ یقیناً کتابت کی غلطی ہے صحیح

ہم ہیں مومن اور تم ایمان بخش

چشمۂ[1] دیں تم سے رواں آمنہ

تیری تربت کا مجاور میں بنوں

پھر نکالوں دل کے ارماں آمنہ

مَہبِطِ[2] قرآں نبی ہیں اور تم

ہو نبی کی محترم ماں آمنہ

ہے یہ سالکؔ آپ کے در کا فقیر

مانگتا ہے امن و ایماں آمنہ

مصرع یوں ہوسکتا ہے:" نور، ہدی ہے تم میں پنہاں آمنہ" لہٰذا ہم نے اسی طرح لکھا ہے۔المدینۃ العلمیۃ

۱ : فن عروض کے اعتبار سے یہ مصرع غیر موزون ہے۔

۲ :قرآن کا نزول حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر ہوا۔اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی جلوہ گری جناب آمنہ کی گود میں ہوئی گویا آپ صاحب قرآن کا جائے نزول ہیں ۔رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا

معروضہ بارگاہِ شہزادی کونین اُم الحسنین خاتون جنت رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھَا

ہے رتبہ اس لیے کونین میں عصمت کا عفت کا
شرف حاصل ہے ان کو دامنِ زہرہ سے نسبت کا

جو جانا خلد میں ہو پائے زہرہ سے لپٹ جاؤ
جسے کہتے ہیں جنت ملک ہے خاتون جنت کا

نبی کے دل کی راحت اور علی کے گھر کی زینت ہیں
بیاں کس سے ہو ان کی پاک طینت پاک طلعت کا

انہی کے ماہ پارے دو جہاں کے لاج والے ہیں
یہ ہی[1] ہیں مجمع بحرین سر چشمہ ہدایت کا

---

[1]: سید دو طرح کے ہیں: حسنی اور حسینی مگر یہ دونوں گروہ اس ذاتِ پاک (رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھَا) میں جمع ہیں۔

رسول[1] اللہ کی جیتی جاگتی تصویر کو دیکھا
کیا نظّارہ جن آنکھوں نے تفسیرِ نبوت کا

بتول[2] و فاطمہ زہرہ لقب اس واسطے پایا
کہ دنیا میں رہیں اور دیں پتہ جنت کی نکہت کا

نبی کی لاڈلی، بیوی ولی کی، ماں شہیدوں کی
یہاں جلوہ نبوت کا ولایت کا شہادت کا

تعالیٰ اللہ اس سعدین[3] کے جوڑے کا کیا کہنا
کہ رحمت کی دلہن زہرہ، علی دولہا ولایت کا

---

[1]: حضرت خاتونِ جنت (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا) ہم شکل مصطفےٰ تھیں۔

[2]: مبسوط سرخسی میں ہے کہ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ان کے جسم پاک کو سونگھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ان سے جنت کی خوشبو آتی ہے۔ نیز مدارج النبوۃ میں ہے کہ آپ حیض سے پاک تھیں۔ زہرہ بمعنی کلی، فاطمہ اور بتول بمعنی دنیا سے قطع تعلق فرمانے والی۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا

[3]: حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے لیے حضرت زہرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کی موجودگی میں

وہ عترت جو کہ اُمت کے لیے قرآنِ ثانی ہے
نبی کا ہے چمن یعنی شجر اس پاک منبت کا

وہ چادر جس کا آنچل چاند سورج نے نہیں دیکھا
بنے گی حشر میں پردہ گنہگارانِ اُمت کا

اگر سالکؔ بھی یارب دعویٰ جنت کرے حق ہے
جو وہ زہرہ کی ہے یہ بھی تو ہے خاتونِ جنت کا

دوسرا نکاح جائز نہ تھا، حضور عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا تھا کہ اگر حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ دوسری عورت سے نکاح کرنا چاہیں تو میری فاطمہ کو طلاق دے دیں اس سے معلوم ہوا کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مالک احکام ہیں کہ مسلمانوں کو چار عورتیں جائز مگر کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہ کو نہیں۔ اس کی تفصیل ہماری کتاب سلطنتِ مصطفٰے میں دیکھو۔
(اس کا پورا نام: ''سلطنتِ مصطفٰے در مملکتِ کبریا'' ہے اور رسائل نعیمیہ میں موجود ہے۔ المدینة العلمیة)

معروضہ بارگاہِ سیدالشہداء امام الاولیاء حضرت حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ

سر وہ ہے جو کٹے اسلام کی خدمت کے لیے
آبرو وہ جو گُمے دین کی عظمت کے لیے

جو کہ ہے دل سے جگر پارۂ زہرہ پہ نثار
خُلد ہے اس کے لیے اور وہ جنت کے لیے

ناؤ ہیں آلِ نبی نجم ہیں اَصحابِ رسول
لِلّٰہِ الْحَمْد کہ مژدہ ہے یہ امت کے لیے

ہر دنیٰ[1] چیز ہوا کرتی ہے اَعلیٰ پہ نثار
جسم ہے جاں کے لیے جان ہے عترت کے لیے

---

[1]: کوئی سر پر تلوار مارے تو ہاتھ اسے روکتے ہیں، یعنی ہاتھ کو سر پر قربان کرتے ہیں اسی طرح زمین دانہ پر دانہ حیوان پر حیوان انسان پر قربان ہوتے ہیں، معلوم ہوا کہ ادنیٰ چیز اعلیٰ پر قربان ہوتی ہے، لہٰذا بال جسم پر اور جسم جان پر اور جان مصطفیٰ عَلَیْہِ السَّلَام اور ان کی اولاد وصحابہ کرام پر قربان۔

کیوں[1] جھکے سامنے اَدنیٰ کے وہ ذاتِ عالی
جس کا ہر نقشِ قدم قبلہ ہو اُمت کے لیے

نونہالِ چمنِ مصطفوی مرتضوی
جسے قدرت نے چنا زینتِ جنت کے لیے

جو کہ آغوشِ پیمبر میں پھلا پھولا تھا
کربلا میں وہ کٹا دیں کی حفاظت کے لیے

ہاشمی باغ ہوا ہاشمی خوں سے سیراب
باغِ زہرہ کٹا اس باغ کی نزہت کے لیے

---

[1]: دیوانِ سالک کے نسخوں میں یہ مصرع یوں ہے: "کیوں جھکے سامنے دنیٰ کے وہ ذاتِ عالی"، فن عروض کے اعتبار سے یہ غیر موزون ہے جس کی وجہ یقیناً کتابت کی غلطی ہے صحیح مصرع یوں ہوسکتا ہے: "کیوں جھکے سامنے ادنیٰ کے وہ ذاتِ عالی" لہٰذا ہم نے اسی طرح لکھا ہے۔ المدینۃ العلمیۃ

اِستقامت پہ فدا ہیں تری اے دَستِ حسین
نہ گیا ہاتھ میں بے دین کے بیعت کے لیے

اس دوگانہ پہ فدا ساری نمازیں جس میں
دَھار حُلقوم پہ سر خم ہو عبادت کے لیے

کُھل گیا اس سے اگر حق پہ نہ ہوتے[1] اَصحاب
دستِ حسنین نہ بڑھتا کبھی بیعت کے لیے

سالکؔ اَصحاب تو نورانی ہیں اور آل ہے نور
نور کو نوری ہی لاحق تھا معیت کے لیے

---

[1]: امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے یزید پلید کی بیعت نہ کی جان دے دی اور خلفائے راشدین (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ) کی خلافت پر کوئی اعتراض نہ کیا معلوم ہوا کہ ان کی نگاہ میں وہ تمام خلافتیں حق تھیں، حتی کہ امیر معاویہ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ) کو بھی خلافت دیدی، اور جنگ نہ کی نیز تقیہ کی جڑ کٹ گئی کہ کربلا میں اس قدر بے سروسامانی کے باوجود تقیہ نہ کیا کیونکہ تقیہ تو منافقین کرتے ہیں۔

بارگاہِ امام الائمہ کاشف الغمہ امام اعظم ابوحنیفہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ

ہمارے آقا ہمارے مولیٰ امامِ اعظم ابوحنیفہ
ہمارے مَلجا ہمارے مَاویٰ امام اعظم ابوحنیفہ

زمانہ بھر نے زمانہ بھر میں بہت تجسس کیا ولیکن
مِلا نہ کوئی اِمام تم سا اِمام اعظم ابوحنیفہ

سپہرِ علم و عمل کے سورج تم ہی ہو سب ہیں تمہارے تارے
تم ہی[1] سے چمکا ہے جو بھی چمکا امام اعظم ابوحنیفہ

تمہارے آگے تمام عالَم نہ کیوں کرے زانوئے اَدَب خَم
کہ پیشوایانِ دیں نے مانا امام اعظم ابوحنیفہ

نہ کیوں کریں ناز اہل سنت کہ تم سے چمکا نصیبِ اُمت
سراجِ اُمت ملا جو تم سا امام اعظم ابوحنیفہ

---

[1]: باقی آئمہ مجتہدین امام اعظم (رَحْمَۃُ اللّٰہِ علَیْہِ) کے یا تو شاگرد ہیں یا شاگرد کے شاگرد،

خدا نے تجھ کو وہ دی ہے رفعت کہ تیرا منسوب بھی ہے مرفوع
تیری اِضافت[1] میں رَفْع پایا امام اعظم ابوحنیفہ

ہوا اُولی الامر[2] سے یہ ثابت کہ تیری طاعت ضروری واجب
خدا نے تم کو کیا ہمارا امام اعظم ابوحنیفہ

کسی کی آنکھوں کا تو ہے تارا کسی کے دل کا بنا سہارا
مگر کسی کے جگر میں آرا امام اعظم ابوحنیفہ

امام شافعی (رَحْمَۃُ اللّٰہِ علَیْہِ) کی والدہ سے امام محمد (رَحْمَۃُ اللّٰہِ علَیْہِ) نے نکاح کیا اوران کی تصنیفات سے امام شافعی (رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ) نے بہت فائدہ حاصل کیا امام مالک (رَحْمَۃُ اللّٰہِ علَیْہِ) نے فقہ میں امام محمد (رَحْمَۃُ اللّٰہِ علَیْہِ) کی شاگردی کی اور حدیث میں امام محمد (رَحْمَۃُ اللّٰہِ علَیْہِ) نے انکی شاگردی کی۔

[1]: بقاعدہ نحو اضافت سے زیر ہوتا ہے مگر امام اعظم (رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ) کی اضافت نے رفع یعنی بلندی دی۔

[2]: قرآن میں ہے: اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ یعنی ''خدا اور رسول اور امر والوں کی اطاعت کرو'' اور وہ علمائے حقانی ہیں، خصوصاً مجتہدین۔

جو تیری تقلید شرک ہوتی محدثیں سارے ہوتے مشرک
بخاری [۱] و مسلم ابن ماجہ امام اعظم ابوحنیفہ

کہ جتنے فقہا محدثیں ہیں تمہارے حرمن سے خوشہ چیں ہیں
ہوں واسطے سے کہ بے وسیلہ امام اعظم ابوحنیفہ

سراج [۲] تو ہے بغیر تیرے جو کوئی سمجھے حدیث وقرآں
پھرے بھٹکتا نہ پائے رستہ امام اعظم ابوحنیفہ

خبر لے اے دستگیرِ اُمت ہے سالکِ بے خبر پہ شدت
وہ تیرا ہو کر پھرے بھٹکتا امام اعظم ابوحنیفہ

۱: وہابی تقلید شخصی کو شرک کہتے ہیں اور مشرک کی حدیث معتبر نہیں حالانکہ مسلم اور ترمذی وغیرہ تمام محدثین (رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِين) مقلد ہی ہیں تو ان میں سے کسی کی روایت معتبر نہیں ہونی چاہیے، امام بخاری (رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَيْه) بہت سے حنفی محدثین کے شاگرد ہیں دیکھو عینی شرح بخاری اور دیگر محدثین امام بخاری (رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَيْه) کے شاگرد تو بالواسطہ تقریبا تمام محدثین حضرت امام اعظم کے شاگرد ہوئے۔

۲: حضرت امام (رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَيْه) کا لقب ہے سراج الامت یعنی امت کے چراغ، جو کوئی بغیر چراغ کے حدیث پڑھے گا وہ کچھ بھی نہ سمجھ سکے گا، مولوی ثناء اللّٰہ نے تفسیر لکھی جس میں کفریات بھر دیئے، خود غیر مقلدین نے اس پر فتوے دیئے، یہ تقلید نہ کرنے کی برکت ہے۔

معروضہ بارگاہ سرکار بغداد رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہ

ایک خاص مصیبت پہ عرض کیا گیا اور اللہ کے فضل سے فوراً مصیبت ٹل گئی۔

ہوگیا یاغوث میں برباد ہوتے آپ کے
رہ گیا میں بےکس و ناشاد ہوتے آپ کے

گھوم پھر کر دیکھا سب دروازے مجھ پر بند ہیں
اب کدھر جاؤں شہِ بغداد ہوتے آپ کے

کربلا والوں کا صدقہ مجھ دُکھی پر رحم کر
اب کہاں جا کر کروں فریاد ہوتے آپ کے

دیس چھوٹا سارے ساتھی چل دیئے منہ موڑ کر
رہ گیا پردیس میں ناشاد ہوتے آپ کے

سیدا بغداد والے یہ مدد کا وقت ہے
مجھ پہ کیسی پڑگئی اُفتاد ہوتے آپ کے

تم سخی ابن سخی ابن سخی ہو خُسروا
یہ گدا کس کو کرے پھر یاد ہوتے آپ کے

تم شہِ بغداد مولا میں غلامِ خانہ زاد
رنج وغم سے کیوں نہ ہُوں آزاد ہوتے آپ کے

عبدِقادر آپ ہیں ہر شے پہ قادر آپ ہیں
پھر کہوں کس سے پئے اِمداد ہوتے آپ کے

آپ کا ارشادِ عالی[1] ہے مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ
رَنج میں ہے سالکؔ ناشاد ہوتے آپ کے

---

[1]: دیوانِ سالک کے نسخوں میں یہ مصرع یوں ہے: "آپ کا ارشاد ہے مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ" فنِ عروض کے اعتبار سے یہ غیر موزون ہے جس کی وجہ یقیناً کتابت کی غَلطی ہے صحیح مصرع یوں ہوسکتا ہے: "آپ کا ارشادِ عالی ہے مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ" لہٰذا ہم نے اسی طرح لکھا ہے۔ المدینۃ العلمیۃ

ھیں میرے پیر لاثانی محی الدین جیلانی

ہیں میرے پیر لاثانی محی الدین جیلانی
نبی کی شمع نورانی محی الدین جیلانی

علی کے لاڈلے نورِ نگاہِ حضرتِ زَہرہ
رسول اللّٰہ کے جانی محی الدین جیلانی

لقب ہے قطبِ رَبانی شرف محبوب سبحانی
ہے رُخ قندیلِ نورانی محی الدین جیلانی

بِلَادُاللّٰہِ مُلْکِیْ تَحْتَ حُکْمِیْ سے ہوئی ثابت
جہاں میں تیری سلطانی محی الدین جیلانی

عَزُوْمٌ قَاتِلٌ عِنْدَ الْقِتَالِیْ شانِ عالی ہے
نہیں کوئی ترا ثانی محی الدین جیلانی

بجز تیرے شہِ بغداد کوئی اور کیا جانے
میرے دل کی پریشانی محی الدین جیلانی

فقیرِ قادری میں بادشاہِ قادری تم ہو
ہو دَردِ دِل کی دَرمانی محی الدین جیلانی

خوشی سے کردو مثلِ وَرد میرے غنچۂ دِل کو
پئے سلطانِ سَمنانی محی الدین جیلانی

تمہارا اِک اِشارہ ہو تو میرا کام بن جائے
رَفع ہو ساری حیرانی محی الدین جیلانی

مدد کا وقت ہے مشکل کُشائی کے لیے آؤ
ہے بحرِ غم میں طغیانی محی الدین جیلانی

غلامِ دَرگہِ والا ہے سالکؔ پھر کدھر جائے
سنانے رَنجِ پنہانی محی الدین جیلانی

معروضہ ببارگاہِ مرشد حضرت مولانا محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه

اے [1] بہارِ باغِ اِیماں مرحبا صد مرحبا
اے چراغِ بزمِ عرفاں مرحبا صد مرحبا
تم سے رونق دین کی تم سے بہار ایمان کی
حامیِ دینِ نبی ہو اَہلِ دِیں کے مُدَّعا
بے گماں جانا [2] رسول اللّٰہ سے اللّٰہ کو
رہبری سے تیری پایا ہم نے بابِ مصطفٰے

[1]: دیوانِ سالک کے نسخوں میں یہ مصرع یوں ہے: "اے باغِ بہارِ اِیماں مرحبا صد مرحبا" فن عروض کے اعتبار سے یہ غیر موزون ہے جس کی وجہ یقیناً کتابت کی غلطی ہے صحیح مصرع یوں ہوسکتا ہے: "اے بہارِ باغِ اِیماں مرحبا صد مرحبا" لہٰذا ہم نے اسی طرح لکھا ہے۔ المدینة العلمیة

[2]: دیوانِ سالک کے نسخوں میں یہ مصرع یوں ہے: "بے گماں جان رسول اللّٰہ سے اللّٰہ کو" فن عروض کے اعتبار سے یہ غیر موزون ہے جس کی وجہ یقیناً کتابت کی غلطی ہے صحیح مصرع یوں ہوسکتا ہے: "بے گماں جانا رسول اللّٰہ سے اللّٰہ کو" لہٰذا ہم نے اسی طرح لکھا ہے۔ المدینة العلمیة

آپ کی تقریر ہے بے شبہہ تفسیرِ حدیث
آپ کی تحریر ہے بیماریِ دِل کی دَوا

آپ کے سایہ میں گر آوے[۱] مگس ہووے ہُما
آپ کی چشم کرم سے مِس بھی بن جائے طلا

کیوں نہ ہو تم پہ تصدق اہلِ دِل اَہلِ نظر
جانشینِ مصطفٰے ہو نورِ چشم[۲] مصطفٰے

تم نعیمِ دِین ہو سالکؔ فقیرِ دِین ہے
حق تعالٰی نے تمہیں مُنعِم کیا اس کو گدا

۱: خود میرا اپنا واقعہ ہے کہ جب میں مینڈوے مراد آباد سے پڑھنے آیا تو نہ دین و مذہب ٹھیک تھا نہ اعمال کیونکہ دیوبندیوں کی صحبت ملی تھی، اسی ذات کے صدقہ سے مجھے ایمان ملا اور علم سے قلب منور ہوا۔ دَامَ ظِلُّھُمْ

۲: حضرت مرشد برحق سید بھی تھے اور بے مثل عالم دین بھی، علمائے دین جانشین رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہیں اور سید اولاد۔

معروضہ بارگاہِ مرشد برحق ناصر ملت مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب قبلہ مراد آبادی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ

جس نے دکھایا طیبہ و قبلہ تم ہی تو ہو
جس میں نبی کو دیکھا وہ شیشہ تم ہی تو ہو

اَہلِ نظر کے تم ہی تو ہو مطمحِ نظر
اور اہلِ دِل کے دِل کی تمنا تم ہی تو ہو

تم وارثِ علومِ حبیبِ الٰہ ہو
اور ناصرِ شریعتِ بیضا تم ہی تو ہو

اس گلستانِ دِین کی تم ہی بہار ہو
اور بزمِ سنیت کا اُجالا تم ہی تو ہو

دیں کے نعیم، مظہرِ شانِ معین ہو
کمزور و بے نوا کا سہارا تم ہی تو ہو

سب اَہلِ عقل صدرِ اَفاضل نہ کیوں کہیں
وہ سب ہیں خاتم ان کے نگینہ تم ہی تو ہو

ہے نجدیوں کے قلب میں آرا تمہاری ذات
اور سنیوں کی آنکھ کا تارا تم ہی تو ہو

تقریر جس کی قہر الٰہی عدو پہ ہے
اور اہل دیں پہ رحمتِ مولا تم ہی تو ہو

جس کا قلم کہ نیزۂ باطل شکن بنا
اور دینِ مصطفٰے کا ہے پایہ تم ہی تو ہو

ہم سب تھے جہل کی شبِ تاریک میں پھنسے
شب جس سے کٹ گئی وہ سویرا تم ہی تو ہو

دل کی مراد آپ کی خوشنودیٔ مزاج
اور سالکؔ فقیر کے منشا تم ہی تو ہو

دیگر معروضہ بارگاہِ مرشد کامل استاد العلماء صدر الافاضل مرادآبادی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ

نعیمِ دِین و ملت ناصرِ شرعِ مبیں تم ہو
معینِ اَہلِ سنت ناشرِ اَحکامِ دِیں تم ہو

لقب صدر الافاضل آپ نے پایا زمانہ میں
امامِ اَہلِ سنت دین کے حبلِ متیں تم ہو

ہو مَلْجا اَہلِ دیں کے اور مَاویٰ اَہلِ مِلّت کے
وہابی کا جگر ہو جس سے شق وہ سیفِ دیں تم ہو

وہابی دیوبندی قادیانی نیچری سارے
فنا دَم سے تمہارے کا سرِ اَعداءِ دِیں تم ہو

مٹایا کُفر کو تم نے بجایا دین کا ڈنکا
پناہِ اَہلِ دِیں اور قامِعِ کُفرِ مہیں تم ہو

گزاری عمر ساری خدمتِ دینِ محمد میں
دِل و جاں سے مُعینِ دِینِ ختم المرسلیں تم ہو

تمہاری دِید ہم سب خادِموں کی عید ہے آقا
قرارِ بیقراراں اور راحتِ قلبِ حزیں تم ہو

منور آپ سے ہے بزمِ اِیمانی واِیقانی
سراجِ بزمِ عرفاں صاحبِ علم الیقیں تم ہو

نہ کیوں اہل زباں فخر الاماثل آپ کو مانیں
اَماثل خاتمِ دیں اور خاتم کے نگیں تم ہو

ہَوا گو ہے مخالف اور ہیں اَعدائے دِیں دَرپے
مگر کیا خوف ہو سالکؔ کو جب اس کے مُعیں تم ہو

نہ کوئی رسوخ و اثر چاہیے

نہ کوئی رُسوخ و اَثر چاہیے
فقط تیری سیدھی نظر چاہیے

زمانہ کی خوبی زمانے کو دے
مجھے صرف دردِ جگر چاہیے

رہے جس میں عشقِ حبیبِ خدا
وہ دل وہ جگر اور وہ سر چاہیے

کوئی راج چاہے کوئی تخت و تاج
مجھے تیرے پیارے کا در چاہیے

بنے جس میں تقدیر بگڑی ہوئی
الٰہی مجھے وہ ہنر چاہیے

ہیں دنیا میں لاکھوں بشر پر وہاں
خبر کے لئے بے خبر چاہیے

خزانے سے رب کے جو چاہو سو لو
نبی کی غلامی مگر چاہیے

دعائیں تو سالکؔ بہت ہیں مگر
اثر کے لیے چشمِ تر چاہیے

شہزادیٔ اسلام مالکۂ دارالسلام حضرت فاطمہ زہرا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کا نکاح

گوشِ دِل سے مومنو سن لو ذرا
ہے یہ قِصہ فاطمہ کے عقد کا

پندرہ سالہ نبی کی لاڈلی
اور [۱] بائیس سال تھی عمرِ علی

عقد کا پیغام حیدر نے دیا
مصطفٰے نے مرحبا اَہلاً کہا

پیر کا دن سَتَّرہ [۱۷] ماہِ رَجب
دوسرا سن ہجرتِ شاہِ عرب

پھر مدینہ میں ہوا اعلانِ عام
ظہر کے وقت آئیں سارے خاص و عام

---

[۱]: دیوانِ سالک کے نسخوں میں یہ مصرع یوں ہے: "اورتھی بائیس سال عمرعلی" فن عروض کے اعتبار سے یہ غیرموزون ہے جس کی وجہ یقیناً کتابت کی غلطی ہے صحیح مصرع یوں ہوسکتا ہے: "اور بائیس سال تھی عمرعلی" لہٰذا ہم نے اسی طرح لکھا ہے۔المدینۃ العلمیۃ

اس خبر سے شور برپا ہوگیا
کوچہ و بازار میں غُل سا مچا

آج ہے مولا کی دُختر کا نِکاح
آج ہے اس نیک اختر کا نکاح

آج ہے اس پاک و سچی کا نکاح
آج ہے بے ماں کی بچی کا نکاح

خیر سے جب وقت آیا ظہر کا
مسجدِ نبوی میں مجمع ہوگیا

ایک جانب ہیں ابوبکر و عمر
اِک طرف عثمان بھی ہیں جلوہ گر

ہر طرف اَصحاب اور اَنصار ہیں
درمیاں میں احمدِ مختار ہیں

سامنے نوشہ علیِّ مرتضٰے
حیدرِ کرار شاہِ لَافَتٰی

آج گویا عرش آیا ہے اُتر
یا کہ قدسی آگئے ہیں فرش پر

جمع جب یہ سارا مجمع ہوگیا
سید الکونین نے خطبہ پڑھا

جب ہوئے خطبے سے فارغ مصطفٰے
عقد زَہرا کا علی سے کردیا

چار سو مثقال چاندی مہر تھا
وزْن جس کا ڈیڑھ سو تولہ ہوا

بعد میں خرمے لٹائے لا کلام
ماسوا اس کے نہ تھا کوئی طعام

ان کے حق میں پھر دعائے خیر کی
اور ہر اِک نے مبارکباد دِی

گھر سے رخصت جس گھڑی زَہرا ہوئیں
والِدہ کی یاد میں رونے لگیں

دی تسلی احمدِ مختار نے
اور فرمایا شہِ اَبرار نے

فاطمہ ہر طرح سے بالا ہو تم
میکہ و سسرال میں اَعلیٰ ہو تم

باپ تمہارے اِمام الانبیا
اور شوہر اَولیاء کے پیشوا

ماہِ ذِی الحجہ میں جب رُخصت ہوئی
تب علی کے گھر میں اِک دعوت ہوئی

جس میں تھیں دس سیر جَو کی روٹیاں
کچھ پنیر اور تھوڑے خرمے بےگماں

اس ضیافت کا ولیمہ نام ہے
اور یہ دعوت سنتِ اِسلام ہے

سب کو ان کی راہ چلنا چاہیے
اور بُری رسموں سے بچنا چاہیے

جهیز

فاطمہ زَہرا کا جس دن عقد تھا
سن لو ان کے ساتھ کیا کیا نقد تھا

ایک چادر سَتَّرہ[۱۷] پیوند کی
مصطفٰے نے اپنی دُختر کو جو دی

ایک توشک جس کا چمڑے کا غلاف
ایک تکیہ ایک ایسا ہی لحاف

جس کے اندر اُون نہ ریشم نہ[۱] روئی
بلکہ اس میں چھال خرمے کی بھری

---

۱ : دیوانِ سالک کے نسخوں میں یہ مصرع یوں ہے:''جس کے اندر اُون نہ ریشم روئی'' فنِ عروض کے اعتبار سے یہ غیر موزون ہے جس کی وجہ یقیناً کتابت کی غلطی ہے صحیح مصرع یوں ہوسکتا ہے: '' جس کے اندر اُون نہ ریشم نہ روئی '' لہٰذا ہم نے اسی طرح لکھا ہے۔المدینة العلمیة

ایک چکی پیسنے کے واسطے
ایک مشکیزہ تھا پانی کے لیے

ایک لکڑی کا پیالہ ساتھ میں
نقرئی کنگن کی جوڑی ہاتھ میں

اور گلے میں ہار ہاتھی دانت کا
ایک جوڑا بھی کھڑاؤں کا دیا

شاہ زادی سید الکونین کی
بے سواری ہی علی کے گھر گئی

واسطے جن کے بنے دونوں جہاں
اُن کے گھر تھیں سیدھی سادی شادیاں

اس جہیز پاک پر لاکھوں سلام
صاحبِ لولاک پر لاکھوں سلام

شاہزادیٔ کونین کی زندگیٔ پاک

آئیں جب خاتونِ جنت اپنے گھر
پڑ گئے سب کام ان کی ذات پر
کام سے کپڑے بھی کالے پڑ گئے
ہاتھ میں چکی سے چھالے پڑ گئے
دی خبر زَہرا کو اَسَدُ اللّٰہ نے
بانٹے ہیں قیدی رَسُوْلُ اللّٰہ نے
ایک لونڈی بھی اگر ہم کو ملے
اس مصیبت سے تمہیں راحت ملے
سن کے زَہرا آئیں صدیقہ کے گھر
تاکہ دیکھیں ہاتھ کے چھالے پدر
پر نہ تھے دولت کدہ میں شاہِ دیں
والدہ سے عرض کرکے آ گئیں

گھر میں جب آئے حبیبِ کبریا
والدہ نے ماجرا سارا کہا

فاطمہ چھالے دکھانے آئی تھیں
گھر کی تکلیفیں سُنانے آئی تھیں

آپ کو گھر میں نہ پایا شاہِ دیں
مجھ سے سب دُکھ درد اپنا کہہ گئیں

ایک خادم آپ اگر ان کو بھی دیں
چکی اور چولہے کے وہ دُکھ سے بچیں

سن لیا سب کچھ رسولِ پاک نے
کچھ نہ فرمایا شہِ لولاک نے

شب کو آئے مصطفٰے زَہرا کے گھر
اور کہا دُختر سے اے جانِ پدر

ہیں یہ خادم ان یتیموں کے لیے
باپ جن کے جنگ میں مارے گئے

تم پہ سایہ ہے رسول اللہ کا
آسرا رکھو فقط اللہ کا

ہم تمہیں تسبیح اِک ایسی بتائیں
آپ جس سے خادِموں کو بھول جائیں

اوّلاً سُبْحٰن ۳۳ بار ہو
اور پھر اَلْحَمْد اِتنی ہی پڑھو

اور ۳۴ بار ہو تکبیر بھی
تاکہ ۱۰۰ ہوجائیں یہ مل کر سبھی

پڑھ لیا کرنا اسے ہر صبح و شام
وِرد میں رکھنا اسے اپنے مُدام

خلد کی مختار راضی ہوگئیں
سن کے یہ گُفتار خوش ہوگئیں

سالکؔ ان کی راہ جو کوئی چلے
دین و دنیا کی مصیبت سے بچے

کہاں ہو یا رَسُولَ اللّٰہ کہاں ہو

کہاں ہو یا رَسُولَ اللّٰہ کہاں ہو
مری آنکھوں سے کیوں ایسے نہاں ہو
گدا بن کر میں ڈھونڈوں تم کو دَر دَر
مرے آقا مجھے چھوڑا ہے کس پر

اگر میں خواب میں دِیدار پاؤں
لپٹ قدموں سے بس قربان جاؤں
تمنا ہے تمہارے دیکھنے کی
نہیں ہے اس سے بڑھ کر کوئی نیکی

بسو دل میں سما جاؤ نظر میں
ذرا آجاؤ اس ویرانہ گھر میں
بنادو میرے سینہ کو مَدینہ
نکالو بحرِ غم سے یہ سفینہ

چھڑا لو غیر سے اپنا بناؤ
ہیں سب اچھوں کے بد کو تم نبھاؤ

مری بگڑی ہوئی حالت بنا دو
مری سوئی ہوئی قسمت جگا دو

تمہارے سینکڑوں ہم سے گدا ہیں
ہمارے آپ ہی اِک آسرا ہیں

کھلائیں نعمتیں مجھ بے ہنر کو
دیا [۱] آرام مجھ گندے بشر کو

نہیں ہے ساتھ میرے کوئی توشہ
کٹھن منزل تمہارا ہے بھروسہ

کھلیں جب روزِ محشر میرے دفتر
رہے پردہ مرا محبوبِ داوَر

میں بے زَر، بے ہنر، بے پَر ہوں سالکؔ
مگر اُن کا ہوں وہ ہیں میرے مالک

---

[۱]: دیوانِ سالک کے نسخوں میں یہ مصرع یوں ہے:"دے آرام مجھ گندے بشر کو"، فن عروض کے اعتبار سے یہ غیر موزون ہے جس کی وجہ یقیناً کتابت کی غلطی ہے صحیح مصرع یوں ہوسکتا ہے:"دیا آرام مجھ گندے بشر کو" لہٰذا ہم نے اسی طرح لکھا ہے۔المدینۃ العلمیۃ

عرضِ گدا بوقتِ وَداع

تیسرے حج پر مَدینہ منورہ سے رُخصت کے وقت عرض کی گئی

اَلوَداع اے سبز گُنبد کے مکیں
الفراق اے رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِیں

اَلوَداع اے مظہرِ ذاتِ خدا
الفراق اے خلق کے مشکل کشا

اَلوَداع اے شہرِ پاکِ مصطفٰے
الفراق اے مَہْبِطِ وَحیِ خدا

جارہا ہے اب ہمارا قافلہ
اے دَر و دِیوارِ شہرِ مصطفٰے

یاد تیری جس گھڑی بھی آئے گی
ہے یقیں دل کو بہت تڑپائے گی

اے دلوں کے چین اے پیارے نبی
لو غلاموں کا سلامِ آخری

دُور سے آئے تھے پردیسی غلام
عرض کرنے کو غلامانہ سلام

آستانہ سے وَداع ہوتے ہیں اب
یہ تو فرماؤ کہ بلواؤ گے کب

چشمِ رَحمت سے نہ تم کرنا جدا
رکھنا اپنے سائے میں ہم کو سدا

اے مدینہ والو تم سب خوش رہو
دامنِ محبوب میں پھولو پھلو

عرض اتنی ہے مگر اے دوستو
یاد ہم کو بھی کبھی کر لیجیو

آخری دِیدار ہے اے زائرو
خوب جی بھر کر یہ گنبد دیکھ لو

کیا خبر ہے خوب دل میں سوچ لو
پھر مقدر میں ہو آنا یا نہ ہو

یہ کوئی دَم میں چھپا جاتا ہے اب
فاصلہ کوسوں ہوا جاتا ہے اب

پھر کہاں تم اور کہاں یہ دوستو
دِید آخر کو غنیمت جان لو

ہے دعا سالکؔ کی اے بارِ خدا
زندگی میں پھر مَدینہ دے دکھا

مختلف اشعار

اے کریم از ما جفا از تو وفا　　　اے رحیم از ما خطا از تو عطا
کارِ ما بدکاری و شرمندگی　　　کارِ تو ستاری و بخشندگی

الٰہی بہ عصیاں شدم در و حل
بہ جرمم گرفتی بہ عفوت بہ ہل
شدم قیدی بہ جرم و بے حیائی　　　رہائی یارسول اللّٰہ رہائی
رہا کردی غزالے را ز دامے　　　عطا کن زیں بلا ما را رہائی

واحسرتا

اہلِ سنت بہرِ قوالی و عرس
دیوبندی بہرِ تصنیفات و درس
خرچِ سُنی بر قبور و خانقاہ
خرچِ نجدی بر علوم و درسگاہ

غوثِ اَعظم دستگیرِ بے کساں

غوثِ اَعظم دستگیرِ بے کساں
غوثِ اَعظم رہنمائے گمرہاں

غوثِ اعظم بیکسوں کے داد رَس
غوثِ اعظم خلق کے فریاد رَس

غوثِ اعظم گلشنِ زَہرا کے پھول
غوثِ اعظم قرۃُ عینِ رسول

غوثِ اعظم ڈُوبتوں کے ناخدا
غوثِ اعظم محیِ دِینِ مصطفٰے

غوثِ اعظم واقفِ اَسرارِ ھُو
غوثِ اعظم سرِ قدرت موبمو

غوثِ اعظم شاہ بازِ لامکاں
جن کی نظروں میں زمین و آسماں

غوثِ اعظم صاحبِ ایوان و تخت
جس نے چوروں کو بنایا قطبِ وقت

غوثِ اعظم متقی ہر آن میں
چھوڑا ماں کا دودھ بھی رمضان میں

غوثِ اعظم کی نگاہِ لطف سے
نکلے بارہ سال[۱] کے ڈوبے ہوئے

غوثِ اعظم اَب مدد کی بار ہے
سالکِ خستہ نحیف و زار ہے

ترمیم شدہ شعر

غوثِ اَعظم درمیانِ اَولیا
چوں جنابِ مصطفٰے دَر اَنبیا

---

۱ : دیوانِ سالک کے نسخوں میں یہ مصرع یوں ہے: ”نکلے بارہ سال ڈوبے ہوئے“ فن عروض کے اعتبار سے یہ غیر موزون ہے جس کی وجہ یقیناً کتابت کی غلطی ہے صحیح مصرع یوں ہوسکتا ہے: ”نکلے بارہ سال کے ڈوبے ہوئے“ لہٰذا ہم نے اسی طرح لکھا ہے۔المدینۃ العلمیۃ

نظم

مبارک[1] فضل بھائی کو عجب ہی نور چھایا ہے

شبِ اَسرا کے دولہا نے انہیں دولہا بنایا ہے

جگایا تم نے سنت[2] کو مٹایا تم نے بدعت کو

لہٰذا سو شہیدوں کا ثواب و اَجر پایا ہے

---

۱ : جب حضرت حکیم الامت (رَحْمَةُ اللهِ علَيْهِ) گجرات تشریف لائے تو گجرات میں بہت جہالت کی رسمیں قائم اور وہابیت عروج پر تھی۔ آپ کی تبلیغ کی برکت سے جہاں گجرات کا علاقہ علم وعرفان کا گہوارہ بنا وہاں وہابیت کے زور ٹوٹنے کے ساتھ ساتھ جاہلانہ رسموں کی بھی سخت مخالفت ہوئی اور بہت سے لوگ شادی بیاہ کی فضول اور خلافِ شرع رسومات سے تائب ہوئے، لالہ فضل مرحوم پگانوالہ آپ ہی کے درس قرآن سے متاثر ہوکر برادری کی بُری رسومات کے خلاف عملی جہاد میں مشغول ہوئے۔ سب برادری کو ناراض کر کے اللّٰہ رسول کو راضی کیا اور اپنی پہلی بیٹی لختِ جگر کی شادی ایسی سادگی سے کی کہ دورِ صحابہ یاد آ گیا۔ اور ایسی لذت آئی کہ کئی مسلمانوں نے ان کی پیروی کی اسی پرنور شادی کا نقشہ خود حکیم الامت نے بصورتِ نظم کھینچا ہے۔

۲ : دیوانِ سالک کے نسخوں میں اس بیت کا پہلا مصرع یوں ہے: ”جگایا تم نے عزت

کیا ناراض سب کو اور راضی کرلیا رب کو
غرض کہ اس تجارت میں نفع کافی کمایا ہے

رسول اللہ تم سے خوش ہیں اور اللہ بھی راضی
عمل سے تم نے اُمت کو سبق اَچھا پڑھایا ہے

یہ شادی خانہ آبادی مبارک ہو مبارک ہو
کہ اس شادی میں حضرت فاطمہ زَہرا کا سایہ ہے

کو مٹایا تم نے بدعت کو" یہاں عزت کی جگہ سنت آنا چاہیے ورنہ معنوی نقص پیدا ہو جائے گا لہٰذا کتابت کی غلطی پر محمول کرتے ہوئے یہاں عزت کی جگہ سنت لکھ کر تصحیح کردی ہے اور دوسرا مصرع یوں ہے:" لہٰذا سو شہیدوں کا اَجر وثواب پایا ہے" فن عروض کے اعتبار سے یہ غیر موزون ہے اس کی وجہ بھی یقیناً کتابت کی غلطی ہے صحیح مصرع یوں ہوسکتا ہے: " لہٰذا سو شہیدوں کا ثواب واجر پایا ہے" ہم نے اسی طرح لکھا ہے۔المدینۃ العلمیۃ

وہ آگے نعت خوانی اور دُرودِ پاک کی کثرت
خدا و مصطفٰے کے ذِکر سے شیطاں بھگایا ہے

یہ آوازیں یقیناً سبز گنبد میں بھی پہنچی ہیں
اَحادیثِ نبی نے ہم کو یہ مژدہ سنایا ہے

جہیزِ مختصر سے فاطمہ کی یاد تازہ کی
ولیمہ کی ضیافت میں عجب ہی لطف آیا ہے

دُعا سالکؔ کی یہ ہے فضل پر فضلِ الٰہی ہو
رہے یہ درس قائم جس سے سب نے فیض پایا ہے